فاضل بریلوی

اور

علماء مکہ مکرمہ

تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ★

﴿ پہلی قسط ﴾

ام القریٰ مکہ مکرمہ، جہاں بیت اللہ و مسجد الحرام، میزاب رحمت، مقام ابراہیم جبل صفا و مروہ، جبل ابو قبیس، چاہ زم زم، غار حرا و غار ثور واقع ہیں۔ اسی شہر مقدس میں خاتم النبین سید المرسلین، حبیب رب العالمین سید نا و مولانا محمد بن عبداللہ ﷺ کی ولادت ہوئی، یہیں پر آپ مبعوث فرمائے گئے اور بنی آدم کو اسلامی عقائد پر مطلع فرمایا، یہیں سے سفر معراج کا آغاز ہوا، اور اسی شہر مقدس کے پتھر آپ ﷺ کو سلام پیش کیا کرتے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ---۱۳۴۰ھ / ۱۸۵۶ء---۱۹۲۱ء) دوبار اس شہر بلد الحرام میں حاضر ہوئے پہلی بات ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء اور دوسری بار ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں۔ چودھویں صدی ہجری میں مکہ مکرمہ کن حکومتوں کے دور سے گزرا، اس دوران وہاں مذہبی تعلیم کے کون سے ذرائع رائج رہے، اہل مکہ مکرمہ کن معتقدات و افکار پر عمل پیرا ہیں، ذیل کی سطور میں اس کا سرسری جائزہ پیش ہے۔

اس بلد اللہ الحرام میں چند خاندان ایسے آباد ہیں جن میں نسل در نسل علماء و مشائخ نے جنم لیا اور ان سے پورا عالم اسلام فیض یاب ہو تا رہا۔ چودھویں صدی ہجری کے نصف اول میں مکہ مکرمہ پر بالترتیب تین خاندانوں عثمانی، ہاشمی اور سعودی کی حکمرانی رہی اس دوران وہاں پر جو خاندان علم و فضل کے اعتبار سے عروج پر رہے ان میں مرداد، عجیمی، خوقیر، ریس، کتبی، شطا، عبدالشکور بیت المال، زواوی، کمال، مالکی، بن حمید، صدیق، فقیہ، مفتی، کردی، حریری، جمل اللیل، تقی، جی، بسیونی، قلعی، دحلان، حبشی، بابصیل (۱) غمری اور دھان خاندانوں کے نام اہم ہیں (۲)۔

عثمانی عہد:

ترکی کے عثمانی خاندان نے ۹۲۳ھ---۱۳۳۵ھ / ۱۵۱۷ء---۱۹۱۶ء تک مکہ مکرمہ سمیت پورے حجاز مقدس پر تقریباً چار صدیوں تک حکمرانی کی اس دوران وہاں پر فروغ تعلیم کے چار ذرائع رائج تھے۔ اولاً مسجد الحرام میں حکومت کی طرف سے علماء کرام کے حلقات دروس قائم تھے دوسرا اہل خیر کے تعاون سے شہر کے مختلف محلوں میں دینی مدارس روبہ عمل تھے تیسرا اکابر علماء کرام کے گھر مدارس کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے اور چوتھا ذریعہ تعلیم کتاب کا تھا۔

عثمانی دور کی مسجد الحرام میں درس و تدریس کا سلسلہ پورے عروج پر تھا جس کے نتیجہ میں لا تعداد علماء تیار ہوئے اور انہوں نے خدمت اسلام میں اہم مقام پایا۔ ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء میں حکومت کی طرف سے مشاہرہ پر مسجد الحرام کے مدرسین کے چھ درجے مقرر تھے۔ ان میں درجہ اول کے بارہ درجہ دوم کے چھ، درجہ سوم کے اٹھائیس، درجہ چہارم و پنجم

★ (ناظم بہاء الدین [illegible] چکوال)

کے چار چار اور اڑ تالیس نائب مدرسین تھے اس طرح مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے کل ایک سو دو علماء کرام مسجد الحرام کے اندر مقرر کردہ مقامات پر مختلف اسلامی علوم میں تعلیم دینے میں مصروف تھے(۳)۔ ان حلقات دروس میں فقہ وغیرہ دینی علوم کے علاوہ نحو، صرف، فلک، منطق پڑھائی جاتی اور بعض اوقات ان حلقات کی تعداد ایک سو بیس تک پہنچ جاتی جس سے مسجد میں دن رات طالبان علم کا ازدحام دیکھنے میں آتا(۴)۔ عمر عبدالجبار مکی (۱۳۲۰ھ---۱۳۹۱ھ) جنہوں نے مسجد الحرام میں متعدد علماء کے دروس میں شرکت کی بعد ازاں ان کا خلاصہ اپنی کتاب میں درج کیا آپ لکھتے ہیں کہ مسجد الحرام کے مدرسین حکومت سے تنخواہ پانے، طلباء اور اہل خیر سے صدقہ وزکوٰۃ یا کسی بھی قسم کی مالی مدد کی طلب سے بے نیاز ہو کر فی سبیل اللہ تعلیم دیتے رہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ ان علماء نے جب وفات پائی تو اپنے ترکہ میں اچھی یاد کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا۔(۵)

تعلیم مکمل کرنے کے بعد اعلیٰ ترین سند کے لئے امتحان کا مرحلہ آتا جس کے لئے حکومت کی طرف سے علماء کرام کا ایک بورڈ مقرر کیا جاتا(۶) جو فارغ التحصیل علماء سے توحید، فقہ، نحو، معانی، بیان، بدیع، منطق، حرف، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث اور تفسیر کے علوم وفنون میں امتحان لیتا اور کامیابی حاصل کرنے والے علماء کرام کو سند دی جاتی جس پر گورنر مکہ، مذاہب اربعہ کے مفتی اور اکابر علماء کی مہریں لگی ہوتیں۔ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء یہ سند گورنر مکہ مکرمہ حسین بن علی ھاشمی (۱۲۷۰ھ---۱۳۵۰ھ / ۱۸۵۴ء---۱۹۳۱ء) اور (۷) چیف جسٹس مکہ شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۶ھ---۱۳۶۸ھ / ۱۸۷۸ء---۱۹۴۹ء) کے علاوہ مسجد الحرام سے وابستہ دیگر اکابر علماء کرام کے دستخطوں سے مزین ہوتی تھی(۸)۔ یہی شیخ عبداللہ سراج بعد ازاں اردن کے وزیر اعظم رہے اور آپ نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علم غیب رسول اللہ ﷺ پر مشہور تالیف "الدولۃ المکیۃ" پر تقریظ لکھی جو مطبوع ہے(۹)۔ غرض حکومت کی طرف سے جاری کردہ اس سند کی بڑی اہمیت تھی۔ مسجد الحرام میں علماء کرام سے متعلق تمام مناصب یعنی شیخ العلماء، چاروں مذاہب حنفی مالکی شافعی حنبلی کے لئے ایک ایک مفتی، شیخ الخطباء والائمہ، چاروں مذاہب کے لئے ائمہ، خطیب، مدرس، نائب مدرس اور نائب امام پر تعیناتی کے لئے یہ سند بنیاد تھی۔ حسین بن عبداللہ باسلامہ مکی (۱۲۹۹ھ---۱۳۵۹ھ) اپنی تصنیف "تاریخ عمارۃ المسجد الحرام" میں لکھتے ہیں کہ اس دور کی مسجد الحرام میں پچاس خطباء اور ایک سو بیس ائمہ کی بیک وقت موجودگی کے شواہد محکمہ اوقاف کے ریکارڈ سے ملتے ہیں(۱۰)۔ اس دوران مسجد الحرام سے وابستہ اہم علماء کرام کے مناصب اور مسلک اہل سنت کی تائید میں ان کی تحریروں کا مختصر تعارف یہ ہے:

☆ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام، مدرس، مفتی شافعیہ (۱۲۳۲ھ---۱۳۰۴ھ / ۱۸۱۷ء---۱۸۸۶ء)۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں نیز عالم اسلام کے لاتعداد اکابر علماء ومشائخ نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ "شیخ الاسلام" کہلائے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی، زبدۃ الفضلاء مولانا غلام حسین چکوالوی (۱۲۳۶ھ---۱۳۰۵ھ / ۱۸۲۱ء---۱۸۸۸ء) جیسے اکابر علماء نے آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ علامہ دحلان کی ایک اہم تصنیف "الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ" ۱۲۰۰ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔(۱۱)

☆ علامہ سید حسین بن صالح جمل اللیل مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام، خطیب، شیخ الخطباء والائمہ (م ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء)،

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

آپ نے فاضل بریلوی کو اپنے گھر مدعو کیا اور جمیع علوم اسلامیہ میں سند اجازت عطا کی۔ بعد ازاں فاضل بریلوی نے مناسک حج و زیارت سے متعلق آپ کی ایک تصنیف کی شرح لکھی(۱۲)۔

☆ شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ، امام، خطیب، مفتی احناف، مدرس (۱۲۴۹ھ --- ۱۳۱۴ھ / ۱۸۳۳ء --- ۱۸۹۶ء)، آپ نے اسلامی عقائد و احکامات پر چار ضخیم جلدوں پر مشتمل مجموعہ فتاویٰ "ضوع السراج علیٰ جواب المحتاج" یادگار چھوڑا۔ فاضل بریلوی نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔(۱۳)

☆ علامہ سید ابو بکر بن سالم البار مکی، مدرس (۱۳۰۱ھ --- ۱۳۸۴ھ / ۱۸۸۳ء --- ۱۹۶۴ء)، فقیہ، تصوف کے سلسلہ علویہ کے اہم پیر طریقت، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۱۴)

☆ علامہ سید ابو بکر شطاشافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (م ۱۳۱۰ھ)، صوفیاء کرام کی تعلیمات پر کتاب "ھدایۃ الاذکیاء الی طریقۃ الاولیاء" تالیف کی۔(۱۵)

☆ شیخ احمد ابو الخیر مرداد مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، امام، خطیب، مدرس شیخ الخطباء والائمہ (۱۲۵۹ھ --- ۱۳۳۵ھ / ۱۸۴۳ء --- ۱۹۱۶ء)، الدولۃ المکیۃ اور حسام الحرمین پر تقریظ قلم بند کی، آپ کی خواہش پر فاضل بریلوی نے الدولۃ المکیۃ میں بعض مباحث کا اضافہ کیا۔(۱۶)

☆ شیخ احمد حضراوی منصوری مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۵۲ھ --- ۱۳۲۷ھ / ۱۸۳۶ء --- ۱۹۰۹ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ، آپ نے فضائل مدینہ منورہ اور زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ پر کتاب "نفحات الرضی والقبول فی فضائل المدینۃ وازیارۃ الرسول" تالیف کی۔(۱۷)

☆ قاری شیخ احمد بن عبداللہ مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۳۰۹ھ --- ۱۳۵۹ھ / ۱۸۹۱ء --- ۱۹۴۰ء)، آپ کے والد ماجد مکہ مکرمہ میں شیخ القراء تھے۔ آپ کا پورا گھرانہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھا۔ حضرت گولڑوی نے شیخ احمد مکی کو علم عقلیہ ونقلیہ اور دیگر اوراد و اذکار میں سند اجازت عطا فرمائی۔(۱۹)

☆ شیخ احمد ناضرین مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۹۹ھ --- ۱۳۷۰ھ / ۱۸۸۱ء --- ۱۹۵۰ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۰)

حوالے و حواشی

(۱) اعلام الحجاز فی القرآن الرابع للہجرۃ، محمد علی مغربی طبع دوم ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد جدہ، ج ۲ ص ۳۶۔

(۲) الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ڈاکٹر بکری شیخ امین، طبع چہارم ۱۹۸۵ء دار العلم للملایین بیروت لبنان، ص ۱۴۷

(۳) نثر الدرر فی تذیل نظم الدرر فی تراجم علماء مکہ من القرن الثالث عشر الی الرابع عشر، شیخ عبداللہ غازی مہاجر مکی، مخطوط، ضمیمہ ص ۱-۵

(۴) الحرکۃ الادبیۃ، ص ۱۴۲

(۵) سیر وتراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للہجرۃ، عمر عبدالجبار مکی، طبع سوم ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء مکتبہ تھامۃ جدۃ، ص ۲۰۔

(۶) اعلام الحجاز، طبع دوم ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء مطابع دار العلم جدہ ج ۱ ص ۵۲۔

(۷) حسن بن علی ھاشمی جو بعد ازاں حجاز میں مملکت ھاشمیہ کے بانی ہوئے ان کے حالات ملاحظہ ہوں:
"الاعلام، خیر الدین زرکلی، طبع دہم ۱۹۹۲ء
دار العلم للملایین بیروت ج ۲ ص ۲۴۹-۲۵۰

(۸) الدلیل المشیر، علامہ سید ابو بکر بن احمد حبشی مکی، طبع اول ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء مکتبہ المکیۃ مکہ مکرمہ، ص ۳۹۹، تجلیات مہر انور، علامہ شاہ حسین گردیزی، طبع اول ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء مکتبہ مہریہ گولڑا شریف اسلام آباد، ص ۲۳۰۔

(۹) شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: نثر الدرر ص ۴۷ - ۴۸، اعلام الحجاز طبع اول

Digitally Organized by

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء مطابع المدنی قاہرہ مصر ج ۳ ص ۳۷۴-۳۹۳، سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ص ۱۷۱---۱۸۱۔

(۱۰) اعلام الحجاز، ج ۲ ص ۳۶-۳۷، نشر الدرر ضمیمہ ص ۵-۹۔

(۱۱) علامہ سید احمد زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر ان کے شاگرد علامہ سید بکری شطا مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۶ھ-۱۳۱۰ھ / ۱۸۴۹ء-۱۸۹۲ء) نے کتاب "نفحۃ الرحمٰن فی بعض مناقب السید احمد بن زینی دحلان" لکھی۔
مزید حالات کے لئے: رجال من مکۃ المکرمۃ، زہیر محمد جمیل کتبی مکی طبع اول ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء مطابع دار الفنون جدہ، ج ۲ ص ۱۸۸-۱۹۶، فہرس الفہارس والاثبات، علامہ سید عبد الحئی کتانی مراکشی، طبع دوم ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء دار الغرب الاسلامی بیروت ج ۱ ص ۳۹۰-۳۹۲، العلام ج ۱ ص ۱۲۹، نظم الدرر ص ۱۵۹-۱۶۰، ماہنامہ العرب، الریاض شمارہ مئی ۱۹۷۱ء ص ۸۶۴-۸۶۸، سالنامہ معارف رضا، کراچی شمارہ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء ص ۱۷۷-۱۷۸۔

(۱۲) علامہ سید حسین بن صالح جمل اللیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: الشجرۃ الزکیہ فی الانساب وذیر آل بیت النبوۃ، بریگیڈیر سید یوسف جمل اللیل، طبع اول ۱۴۱۲ھ مطبع دار الحارثی طائف، المختصر من کتاب نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکۃ من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبد اللہ ابو الخیر مرداد، طبع دوم ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء عالم المعرفۃ جدہ، ص ۱۷۷، نظم الدرر ص ۱۷۳، معارف رضا شمارہ ۱۹۹۸ء ص ۱۸۲-۱۸۹۔

(۱۳) شیخ عبد الرحمٰن سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ملاحظہ ہوں: اعلام الحجاز ج ۱ ص ۳۳۹-۳۹۳، مختصر نشر النور ص ۲۴۳-۲۴۴، نظم الدرر ص ۱۸۳-۱۸۴، معارف رضا ۱۹۹۸ء ص ۱۶۵-۱۸۱۔

(۱۴) علامہ سید ابو بکر البار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبد الحئی قزاز مکی، طبع اول ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء، مطابع المدینۃ جدۃ، ص ۲۶۸-۲۷۰، تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازۃ والسماع، شیخ محمود سعید ممدوح، سن تصنیف ۱۴۰۳ھ، طبع اول، دار الشباب للطباعۃ قاھرہ، ص ۳۱-۳۲، الدلیل المشیر ص ۲۱-۲۵، سیر وتراجم ص ۲۱-۲۵، نشر الدرر ص ۲۴، معارف رضا ۱۹۹۹ء ص ۲۰۰-۲۰۲۔

(۱۵) علامہ سید ابو بکر شطار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر آپ کے شاگرد شیخ عبد الحمید قدس رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۴ھ) نے کتاب "کنز العطاء فی ترجمۃ العلامۃ السید بکری شطا" ۱۳۳۰ھ میں لکھی جو مصر سے شائع ہوئی۔ نیز دیکھئے: نظم الدرر فی اختصار نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکۃ، شیخ عبد اللہ غازی مکی، مخطوط ص ۱۶۹-الاعلام ج ۴ ص ۲۱۴، سیر وتراجم ص ۸۰-۸۱، مختصر نشر النور ص ۱۴۳-۱۴۵۔

(۱۶) شیخ احمد ابو الخیر مرداد رحمۃ اللہ کے حالات کیلئے دیکھئے سیر و تراجم ص ۶۰-۶۱، مختصر نشر النور ص ۳۲، نشر الدرر ص ۲۰، نظر الدرر ص ۱۶۴---۱۶۵۔

(۱۷) شیخ احمد حضراوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام الحجاز ج ۳ ص ۳۷-۲۰۳، الاعلام ج ۱ ص ۲۴۹، فہرس الفہارس ج ۱ ص ۳۴۷-۲۴۸، سیر وتراجم ص ۵۷-۵۸، مختصر نشر النور ص ۸۴-۸۵، نظم الدرر ص ۱۶۶-۱۶۷، ماہنامہ العرب شعبان ۱۳۸۷ھ ص ۱۱۲-۱۱۳ نیز رمضان ۱۳۸۷ھ ص ۲۰۰-۲۰۲، سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۹۹۹ء ص ۲۰۳-۲۱۵۔

(۱۸) مولانا احمد بن ضیاء الدین مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کیلئے دیکھئے، مختصر نشر والنور، ص ۸۰-۸۱، نظم الدرر ص-۱۶۳۔

(۱۹) مولانا قاری احمد بن عبد اللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: آپ کی تصنیف "مجلۃ الاحکام الشرعیۃ" طبع اول ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء مطبوعہ جدہ کے ابتدائی ۷۵ صفحات پر ڈاکٹر عبد الوھاب ابراھیم ابو سلیمان مکی و ڈاکٹر ابراھیم احمد علی مکی کا تحریر کردہ مقدمہ، نیز اعلام الحجاز ج ۲ ص ۶-۱۶، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی ص ۲۶۴-۲۶۶، سیر وتراجم ص ۴۴-۴۶، تجلیات مہر انور ص ۲۳۰-۲۳۶ و دیگر صفحات۔

(۲۰) شیخ احمد ناضرین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اھل الحجاز ص ۲۵۵-۲۵۷، تشنیف الاسماع ص ۵۹-۶۰ الدلیل المشیر ص ۴۷-۵۱، سیر و تراجم ص ۴۷-۵۰، نشر الدرر ص ۲۴۔ (باقی آئندہ)

❀❀❀❀❀

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

فاضل بریلوی
اور
علماء مکہ مکرمہ

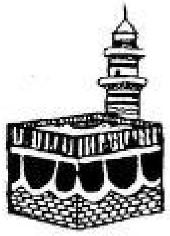

تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ★

﴿ دوسری قسط ﴾

☆ شیخ اسعد دھان مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۰ھ---۱۳۳۸ھ / ۱۸۶۳ء---۱۹۱۹ء)، الدولۃ المکیۃ وحسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۱)

☆ علامہ سید اسمٰعیل بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ حرم کے ناظر، الدولۃ المکیۃ وحسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ، آپ کے بھائی علامہ سید مصطفےٰ بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے خلیفہ اور آپ کے والد فاضل بریلوی کے احباب میں سے تھے۔(۲۲)

☆ شیخ جمال مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۵ھ---۱۳۴۹ھ / ۱۸۶۸ء---۱۹۳۰ء)، الدولۃ المکیۃ وحسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۳)

☆ شیخ حسن بن شیخ عبدالرحمٰن عجیمی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۹ھ---۱۳۶۱ھ / ۱۸۷۲ء---۱۹۴۲ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۴)

☆ علامہ سید حسین بن صادق دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، امام، (۱۲۹۴ھ---۱۳۴۰ھ / ۱۸۷۷ء---۱۹۲۱ء) فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۵)

☆ شیخ خلف بن ابراہیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی حنابلہ، مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" پر تقریظ قلمبند فرمائی۔(۲۶)

☆ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، آپ کا ذکر آئندہ سطور میں آرہا ہے۔

☆ شیخ صالح بافضل مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، (۱۲۷۷ھ---۱۳۳۳ھ / ۱۸۶۰ء---۱۹۱۴ء)، الدولۃ المکیۃ وحسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔(۲۷)

☆ شیخ صالح کمال مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، امام، خطیب، مفتی احناف، شیخ العلماء (۱۲۶۳ھ---۱۳۳۲ھ)، سانحہ کربلا پر ایک کتاب لکھی نیز حیلہ اسقاط کے موضوع پر "القول المختصر المفید لأهل الانصاف فی بیان الدلیل لعمل اسقاط الصلاۃ والصوم المشهور عند الاحناف" لکھی جو ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء کو مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی۔ الدولۃ المکیۃ، حسام الحرمین اور تقدیس الوکیل پر تقریظات موجود ہیں۔ فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۸)

☆ شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام، مدرس (۱۲۸۰ھ---۱۳۳۴ھ / ۱۸۶۳ء---۱۹۱۵ء)، زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ پر "الذخائر القدسیۃ فی زیارۃ خیر البریۃ"(۲۹) اور جشن عید میلاد النبی ﷺ پر "بلوغ المرام فی مولد النبی علیہ الصلاۃ والسلام" لکھی۔(۳۰)

☆ شیخ عبدالرحمٰن دھان مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۳ھ---۱۳۳۷ھ / ۱۸۶۶ء---۱۹۱۸ء)، الدولۃ المکیۃ اور حسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۳۱)

★ ناظم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

☆ علامہ سید عبدالکریم داغستانی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۶۷ھ---۱۳۳۸ھ / ۱۸۵۰ء---۱۹۱۹ء) آپ سے لاتعداد علماء کرام بالخصوص مدرسین نے استفادہ کیا اور آپ "الامام الکبیر" کہلائے۔ حسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔(۳۲)

☆ شیخ عبداللہ ابو الخیر مرداد مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، امام، خطیب، شیخ الخطباء والائمہ (۱۲۸۵ھ---۱۳۴۳ھ / ۱۸۶۸ء---۱۹۲۴ء)، دسویں سے چودھویں صدی ہجری تک کے علماء مکہ مکرمہ کے حالات و کرامات پر "نشر النور والزھر" جیسی اہم کتاب تصنیف فرمائی جس میں فاضل بریلوی کا ذکر خیر کیا۔ آپ کے استفتاء کے جواب میں فاضل بریلوی نے "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" تصنیف کی۔ آپ حجاز مقدس میں السعود کے برپا کردہ انقلاب کے دوران طائف میں شہید کئے گئے۔ فاضل بریلوی کے خلیفہ۔ (۳۳)

☆ شیخ عبداللہ بن حمید عنیزی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، امام، مفتی حنابلہ (۱۲۹۰ھ---۱۳۴۶ھ / ۱۸۷۳ء---۱۹۲۷ء) آپ مفتی حنابلہ شیخ محمد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۶ھ---۱۲۹۵ھ / ۱۸۲۱ء---۱۸۷۸ء) صاحب "السحب الوابلۃ فی طبقات الحنابلۃ" کے پوتے ہیں، الدولۃ المکیۃ پر تقریظ لکھی۔(۳۴)

☆ شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی احناف (م ۱۹۴۹ء) الدولۃ المکیۃ کے مقرظ۔

☆ علامہ سید عبداللہ دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام، مدرس (۱۲۹۱ھ---۱۳۶۰ھ / ۱۸۷۴ء --- ۱۹۴۱ء)۔ انڈونیشیا، ملائشیا، سنگاپور اور بعض عرب ممالک میں مدارس اسلامیہ قائم کیے۔ انڈونیشیا میں وفات پائی۔ فاضل بریلوی کے خلیفہ، الدولۃ المکیۃ کے مقرظ۔(۳۵)

☆ شیخ علی بن صدیق کمال مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۵۳ھ---۱۳۳۵ھ / ۱۸۳۷ء---۱۹۱۶ء)، الدولۃ المکیہ و حسام الحرمین کے مقرظ۔(۳۶)

☆ علامہ سید علوی بن احمد سقاف مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ السادۃ العلویہ (۱۲۵۵ھ---۱۳۳۵ھ / ۱۸۳۹ء---۱۹۱۶ء) آپ نے "القول الجامع النجیح فی احکام صلاۃ التسابیح" کے علاوہ زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ پر کتاب لکھی۔(۳۷)

☆ علامہ سید علوی بن عباس مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۳۲۸ھ---۱۳۹۱ھ / ۱۹۱۰ء---۱۹۷۱ء)، آپ نے "مجموع فتاویٰ و رسائل" میں اختلافی مسائل نماز کے بعد دعا، تلقین میت، قبر والدہ مصطفیٰ ﷺ، محافل میلاد النبی ﷺ اور سماع موتیٰ وغیرہ پر دلائل پیش کیے(۳۸)۔ آپ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۰ھ---۱۴۰۲ھ / ۱۸۹۲ء---۱۹۸۱ء) کے خلیفہ اور قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۴ھ---۱۴۰۱ھ / ۱۸۷۷ء---۱۹۸۱ء) کے ارادتمندوں میں شامل ہیں۔(۳۹)

☆ شیخ عمر بن ابی بکر باجنید حضرمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی شافعیہ (۱۲۶۳ھ---۱۳۵۴ھ / ۱۸۴۶ء---۱۹۳۵ء)، الدولۃ المکیہ و حسام الحرمین کے مقرظ۔(۴۰)

☆ شیخ عمر بن حمدان محرسی تیونسی مکی مدنی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۹۲ھ---۱۳۶۸ھ / ۱۸۷۵ء---۱۹۴۹ء)، آپ "محدث حرمین شریفین" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ فاضل بریلوی سے خلافت پائی اور حسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔(۴۱)

☆ علامہ سید محمد حامد بن احمد جداوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

(۱۲۷۷ھ---۱۳۴۲ھ/۱۸۶۱ء---۱۹۲۳ء)، جامعہ الازہر میں تعلیم پائی۔ کفل الفقیہ کی تصنیف کے محرک اور حسام الحرمین کے مقرظ۔(۲۲)

☆ شیخ محمد سعید بابصیل حضرمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی شافعیہ (۱۲۴۵ھ---۱۳۳۰ھ/۱۸۲۹ء---۱۹۱۱ء) آپ "شیخ الاسلام" کے لقب سے معروف ہوئے۔ ردوھابیت پر ایک کتاب تصنیف کی، تقدیس الوکیل، الدولۃ المکیہ و حسام الحرمین پر تقریظات قلمبند کیں۔(۲۳)

☆ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی مالکیہ (۱۲۷۵ھ---۱۳۴۱ھ/۱۸۵۸ء---۱۹۲۲ء)۔ وسیلہ کے موضوع پر ایک کتاب لکھی۔ تقدیس الوکیل، الدولۃ المکیۃ اور حسام الحرمین پر تقریظات موجود ہیں۔(۲۴)

حوالے و حواشی

(۲۱) شیخ اسعد دھان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اھل الحجاز ص ۲۵۸، سیر و تراجم ص ۷۲---۷۳، مختصر نشر النور ص ۱۲۹---۱۳۰، نظم الدرر ص ۱۲۷---۱۲۸، معارف رضا ۱۹۹۹ء ص ۱۹۳---۱۹۵۔

(۲۲) علامہ سید اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۸ھ میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے مکہ مکرمہ سے بریلی آئے۔ (الملفوظ، مولانا احمد رضاخان بریلوی، مرتب مولانا محمد مصطفیٰ رضاخان بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ج ۲ ص ۱۳۹)

(۲۳) شیخ جمال مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: سیر و تراجم ص ۹۰-۹۲، مختصر نشر النور ص ۱۶۳، نظم الدرر ص ۱۷۲۔

(۲۴) شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات نشر الدرر ص ۲۹ پر درج ہیں۔

(۲۵) علامہ سید حسین دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: مختصر نشر النور ص ۱۷۹، نظم الدرر ص ۱۷۳۔ پاک و ہند سے شائع ہونے والی کتب میں آپ کا نام علامہ سید عثمان دحلان مذکور ہے جو کہ کتابت کی غلطی ہے۔

(۲۶) شیخ خلف بن ابراہیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۵ھ تقریباً) کے حالات کے لئے دیکھئے: علماء نجد خلال ثمانیۃ قرون، شیخ عبداللہ بسام، طبع دوم ۱۴۱۹ھ دارالعاصمہ ریاض ج ۲ ص ۱۵۳-۱۵۷، مختصر نشر النور ص ۴۴۳، نظم الدرر ص ۱۴۴

(۲۷) شیخ صالح محمد بافضل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: سیر و تراجم ص ۱۳۲-۱۳۴، مختصر نشر النور ص ۲۱۲-۲۱۳، نظم الدرر ص ۱۸۲۔

(۲۸) شیخ صالح کمال حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اھل الحجاز ص ۲۸۲، سیر و تراجم ص ۲۳۳-۲۳۵، مختصر نشر النور ص ۲۱۹، نظم الدرر ص ۱۸۲-۱۸۳، معارف رضا کراچی ۱۹۹۹ء ص ۱۹۵-۱۹۶۔

(۲۹) شیخ عبدالحمید قدس رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف "الذخائر القدسیۃ فی زیارۃ خیر البریۃ" کا ایک مطبوعہ نسخہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کی مرکزی لائبریری میں موجود ہے۔

(۳۰) شیخ عبدالحمید قدس رحمۃ اللہ علیہ کے حالات آپ کی تصنیف "کنز النجاح والسرور فی الادعیۃ التی تشرح الصدور" قدیم ایڈیشن کا عکس، طبع ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء کے ابتدائی سات صفحات پر دیئے گئے ہیں نیز دیکھئے: سیر و تراجم ص ۱۵۷-۱۵۹، مختصر نشر النور ص ۲۳۶-۲۳۸، نظم الدرر ص ۱۹۳، الاعلام ج ۳ ص ۲۸۸-۲۸۹۔

(۳۱) شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: سیر و تراجم ص ۱۲۰-۱۲۲، مختصر نشر النور ص ۲۴۱-۲۴۲، نظم الدرر ص ۱۸۴-۱۸۵۔

(۳۲) علامہ سید عبدالکریم داغستانی مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سیر و تراجم ص ۲۱۲، مختصر نشر النور ص ۲۷۹، نظم الدرر ص ۱۹۴-۱۹۵ پر دیئے گئے ہیں۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

(۳۳) شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام الشرقیۃ فی المائۃ الرابعۃ عشرۃ الھجرۃ، طبع دوم ۱۹۹۳ء، دار الغرب الاسلامی بیروت، ج ۲ص ۹۰۲-۹۰۳ اھل الحجاز ص ۲۷۶، سیر و تراجم ص ۱۹۳-۱۹۵، مختصر نشر النور ص ۳۱-۳۲، نثر الدرر ص ۴۳، الاعلام ج ۴ ص ۷۰، معارف رضا کراچی ۱۹۹۹ء ص ۱۹۷-۱۹۸۔

(۳۴) شیخ عبداللہ بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات الاعلام ج ۴ص ۱۰۸، اھل الحجاز ص ۲۸۷، سیر و تراجم ص ۲۰۰-۲۰۱پر درج ہیں۔

(۳۵) علامہ سید عبداللہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام ج ۴ ص ۹۳، اھل الحجاز ص ۳۰۱ / ۳۰۳، رجال من مکۃ المکرمۃ ج ۳ ص ۱۹۸-۲۱۸، سیر و تراجم ص ۲۰۸-۲۱۱، مختصر نشر النور ص ۲۹۴، نثر الدرر ص ۴۸، نظم الدرر ص ۱۹۱، معارف رضا کراچی ۱۹۹۹ء ص ۹۸-۲۰۰۔

(۳۶) شیخ علی بن صدیق کمال رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اھل الحجاز ص ۲۷۵، سیر و تراجم ص ۲۳۹، مختصر نشر النور ص ۳۷۲، نظم الدرر ص ۲۰۱-۲۰۲۔

(۳۷) علامہ سید علوی سقاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام ج ۴ ص ۲۴۹، سیر و تراجم ص ۱۳۷، مختصر نشر النور ص ۳۴۳-۳۴۵، نظم الدرر ص ۱۸۹، ۱۹۰،

(۳۸) مجموع فتاویٰ و رسائل، امام سید علوی مالکی، ۱۴۱۳ھ میں ۲۶۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی

(۳۹) علامہ سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و علمی اسناد پر ان کے فرزند ڈاکٹر سید محمد مالکی حفظہ اللہ تعالیٰ نے کتاب "العقود اللؤلؤیۃ بالاسانید العلویۃ" لکھی جس کے دو ایڈیشن شائع ہوئے علاوہ ازیں مجموع فتاویٰ و رسائل کے ابتدائی چھ صفحات پر آپ کے حالات قلم بند کئے نیز دیکھئے الاعلام ج ۴ ص ۲۵۰، اعلام الحجاز ج ۲ ص ۲۷۳-۲۸۴، تشنیف الاسماع ص ۳۸۴-۳۸۷، روزنامہ الندوۃ مکہ مکرمہ شمارہ ۱۳/ نومبر ۱۹۹۷ء فاروق باسلامۃ کا مضمون بعنوان "شخصیات مکیۃ---علوی المالکی، ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی مفتی اعظم ہند نمبر شمارہ ستمبر نومبر ۱۹۹۰ء ص ۹۷، سالنامہ "معارف رضا" کراچی۔

(۴۰) شیخ عمر بن ابی بکر باجنید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع ص ۳۲۲-۳۲۵، الدلیل المشیر ص ۲۹۶-۲۹۸، سیر و تراجم ص ۱۳۷-۱۴۸، نثر الدرر ص ۵۰۔

(۴۱) شیخ عمر حمدان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض اسناد پر مختصر کتاب "اتحاف ذوی العرفان ببعض اسانید عمر حمدان" لکھی جسے ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء میں مکتبہ الاقتصاد مکہ مکرمہ نے شائع کیا۔ بعد ازاں آپ کے شاگرد شیخ محمد یاسین فاوانی مکی (م ۱۴۱۱ھ) نے آپ کے حالات واسناد پر تین ضخیم جلدوں پر مشتمل "مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان" لکھی پھر خود ہی اس کی تلخیص دو جلدوں میں "اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان" کے نام سے کی جس کی پہلی جلد کا پہلا ایڈیشن ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء میں قاہرہ سے اور دوسرا ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۵ء میں دار البصائر دمشق نے شائع کیا۔ نیز دیکھئے اعلام من ارض النبوۃ، انس یعقوب کتبی مدنی، طبع اول ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء مطابع دار البلاد جدہ، ج ۱ص ۱۶۹-۱۸۲، تشنیف الاسماع ص ۳۲۶-۳۳۲، الدلیل المشیر ص ۳۱۰-۳۲۷، سیر و تراجم ص ۲۰۳-۲۰۷، نثر الدرر ص ۳۵۔

(۴۲) شیخ محمد حامد احمد جداوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سیر و تراجم ص ۲۳۶ پر درج ہیں۔

(۴۳) شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: سیر و تراجم ص ۲۴۴، نثر الدرر ص ۵۶

(۴۴) شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام ج ۳ ص ۲۴۲، اعلام الحجاز ج ۳ ص ۳۴۷-۳۵۴ سیر و تراجم ص ۱۵۱، ۱۵۳، معارف رضا کراچی ۱۹۹۸ء ص ۱۷۹، ۱۸۰۔

-----(باقی آئندہ)-----

فاضل بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ

﴿ تیسری قسط ﴾

تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ★

☆علامہ پروفیسر ڈاکٹر سید محمد بن علوی مکی مالکی حفظہ اللہ تعالیٰ، مدرس (۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)۔ آپ نے عقائد اہل سنت کے توضیح و تشریح پر حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، الذخائر المحمدیہ اور مفاھیم یجب ان تصحح جیسی اہم کتب لکھیں جن کے اردو تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء میں اس موضوع پر آپ کی تازہ تصنیف "منهج السلف فی فهم النصوص بين النظرية والتطبيق" ۶۲۴، صفحات پر مشتمل منظر عام پر آئی۔ علاوہ ازیں عید میلاد النبی ﷺ پر اسلاف کی اہم کتب پر تحقیق کر کے انہیں شائع کیا۔ مکہ مکرمہ کے ایک قلمکار زہیر محمد جمیل کتبی (پ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۵ء) نے آپ کے حالات و خدمات پر ایک ضخیم کتاب "المالکی عالم الحجاز" لکھی جو مصر سے شائع ہوئی اور اس میں آپ کو پندرہویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا گیا۔ مولا ضیاء الدین مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔(۴۵)

☆ شیخ محمد علی مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی مالکہ (۱۲۸۶ھ---۱۳۶۷ھ / ۱۸۶۹ء---۱۹۴۸ء) آپ امام النحویین، سیبویہ العصر اور سکاکی زماں کے القاب سے جانے گئے۔ مختلف موضوعات پر ۴۴ سے زائد کتب تصنیف کیں جن میں مسلک اہل سنت کی ترجمانی کی چند کے نام یہ ہیں :

☆انتصار الاعتصام بمعتمد كل مذهب من مذاهب الائمة الاعلام

☆سعادة الدارين بيجاة الابويت

☆الصارم المبيد لمنكر حكمة التقليد

☆ضياء الافلاك بحديث لولاك لما خلقت الافلاك

☆القواطع البرهانية فى بيان افك غلام احمد و اتباعه القاديانية

☆المقصد السديد فى بيان خطاء الشوكانى فيما افتتح به رسالة القول المفيد۔

☆الورد العلوى اور الهدىٰ التام فى موارد المولد النبوى وما اعتيد فيه من القيام۔

الدولۃ المکیۃ و حسام الحرمین پر تقاریظ لکھیں اور فاضل بریلوی سے خلافت پائی نیز آپ کی مدح میں ساٹھ اشعار کا قصیدہ لکھا جو آخر الذکر کتاب میں مطبوع ہے۔(۴۶)

☆ شیخ محمد مرداد قازانی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) آپ نے مکتوبات امام ربانی کا عربی ترجمہ کیا جو مکہ مکرمہ سے شائع ہوا۔(۴۷)

☆علامہ سید محمد مرزوقی ابو حسین مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، امام، مدرس (۱۲۸۴ھ--۱۳۶۵ھ / ۱۸۶۷ء--۱۹۴۶ء) آپ "ابو حنیفہ صغیر" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ الدولۃ المکیۃ و

★(ناظم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

حسام الحرمین پر تقریظات لکھیں نیز فاضل بریلوی سے خلافت پائی جس کاذکر ان الفاظ میں کیا:

وقد اجازنی الاجازة العامة العظیمة النفع، مولانا برکة الوجود وزینة الدنیا، تاج العلماء الاعلام صاحب التالیف الکثیرة، والفضائل الشهیرة المولوی الحاج احمد رضا خان البریلوی رحمة اللّٰه رحمةواسعة۔(۴۸)

☆ شیخ محمد بن یوسف خیاط مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، انڈونیشیا میں وفات پائی، ماہر فلکیات، الدولۃ المکیۃ و حسام الحرمین پر تقاریظ موجود ہیں۔(۴۹)

☆ شیخ محمود شکری نقشبندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، ناظر مکتبہ مسجد الحرام، مدرس (۱۲۳۳ھ-۱۳۰۴ھ / ۱۸۱۷ء-۱۸۸۶ء) آپ نے مشائخ نقشبندیہ کی تعلیمات پر ایک کتاب لکھی۔(۵۰)

☆ شیخ مختار بن عطار دجاوی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۷۸ھ---۱۳۴۹ھ / ۱۸۶۱ء---۱۹۳۰ء)، عارف باللہ، آپ کے حلقہ درس میں چار سو تک علماء و طلباء بیک وقت دیکھنے میں آئے الدولۃ المکیۃ پر تقریظ لکھی۔(۵۱)

گذشتہ سطور میں چودہویں صدی ہجری کی مسجد الحرام میں مختلف مناصب عالیہ پر فائز صف اول کے اکتالیس علماء کرام کا فاضل بریلوی سے تعلق یا ان کے معتقدات کا ہلکا سا خاکہ بطور نمونہ پیش کیا گیا۔ ان میں سے متعدد علماء کرام دیگر اہم عہدوں چیف جسٹس، جج، مدارس اسلامیہ کے بانی یا مدرسین، اصلاحی و تعمیری اور تعلیمی تنظیموں، اداروں کے رکن یا سرپرست رہے۔ لیکن راقم نے طوالت کے خوف سے ان علماء کرام کی خدمات کا مفصل تذکرہ کرنے کی بجائے ان کے مسجد الحرام سے تعلق کو ہی اپنی تحریر کا موضوع بنایا البتہ حواشی میں ان کے سوانحی ماخذ کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ مذکورہ دور کے پورے عالم اسلام کی فروغ علم، تصنیف و تالیف اور عقائد اسلامیہ کے دفاع کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے کسی بھی مکتب فکر کے منصف مزاج مؤرخ و محقق کے لئے ان علماء کرام کی خدمات جلیلہ کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔

مکہ مکرمہ میں رائج دوسرے ذریعہ تعلیم "مدارس" کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو مسجد الحرام سے باہر سب سے قدیم مدرسہ کا نام "مدرسہ سلطان قایتبائی" ملتا ہے جسے مصر کے سلطان ابو النصر سیف الدین قایتبائی محمودی (۸۱۵ھ---۹۰۱ھ / ۱۴۱۲ء---۱۴۹۶ء) نے مسجد الحرام کے قریب ۸۸۲ھ / ۱۴۷۷ء میں بنوایا۔ دوسرا مدرسہ حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا کے گھر کے قریب سلطان بنگالہ غیاث الدین نے قائم کیا ان مدارس کے ساتھ غریب طلباء کے لئے قیام کا انتظام بھی کیا گیا تھا اور ان میں مذاہب اربعہ کے مطابق نصاب رائج کیا گیا۔ ایک اور مدرسہ علم و فضل میں مشہور مکہ مکرمہ میں آباد منوفی خاندان(۵۲) کے عالم شیخ عبدالجواد منوفی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۶۸ھ) نے قائم کیا لیکن اس سے قبل عثمانی خلیفہ سلطان سلیمان نے ۹۷۲ھ / ۱۵۶۵ء میں مذاہب اربعہ کی مناسبت سے مسجد الحرام سے ملحق شمالی جانب چار مدارس قائم کیئے(۵۳) اس دوران حجاج کرام اور اہل ثروت کے تعاون سے مدارس کے قیام کا سلسلہ جاری رہا۔ ابتدائے اسلام سے عثمانی عہد کے آخر تک مسجد الحرام کی ایک بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی حیثیت مسلّم رہی سلطان سلیم عثمانی نے اپنے دور خلافت میں ۹۸۱ھ سے ۹۸۴ھ تک مسجد الحرام کی بڑے

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

پیمانے پر تعمیر جدید اور توسیع کرائی اور یہ کام ان کے بیٹے سلطان مراد کے دور خلافت میں مکمل ہوا(۵۴)۔ مسجد الحرام کی اسی عظیم توسیع کے بعد غالباً مزید مدارس کے قیام کی ضرورت نہ رہی تا آنکہ انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں عثمانیوں نے "مدرسہ رشدیہ" قائم کیا جس کا نصاب ترکی زبان میں مرتب کیا گیا(۵۵)۔ یہ خلافت عثمانیہ کے زوال کا دور تھا اس دوران مسجد الحرام میں تعلیم و تعلّم کا سلسلہ بدستور درجہ کمال پر رہا لیکن سیاسی زوال کے باعث حکمران بڑھتی ہوئی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مزید مدارس قائم نہ کر سکے۔ اس پر اہل خیر حضرات آگے بڑے اور چار بڑے مدارس قائم کئے جن کے نام اور سن تاسیس یہ ہیں :

☆مدرسہ صولتیہ ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء☆ مدرسہ فخریہ ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء☆ مدرسہ خیریہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء ☆مدرسہ فلاح ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء۔

۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں کلکتہ کی ایک صاحب حیثیت خاتون صولت النساء بیگم حج و زیارت کے لئے گئیں تو ان کی مالی معاونت سے مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۳ھ---۱۳۰۸ھ / ۱۸۱۷ء---۱۸۹۱ء) کی سرپرستی میں مدرسہ صولتیہ قائم ہوا جو مسجد الحرام کے حلقات دروس کے بعد اس صدی کے نصف اول کے مکہ مکرمہ کی دوسری بڑی درس گاہ ثابت ہوئی۔ مملکت ھاشمیہ حجاز کے پہلے بادشاہ سید حسین بن علی ھاشمی (۱۲۷۰ھ---۱۳۵۰ھ / ۱۸۵۴ء---۱۹۳۱ء) نے اس مدرسہ میں تعلیم پائی نیز اس کے فارغ التحصیل علماء کرام مختلف اہم مناصب مفتی احناف، مفتی مالکیہ، مفتی شافعیہ، شیخ العلماء، شیخ الخطباء الائمہ، مدرس حرم، امام حرم، خطیب حرم، شیخ القراء، جسٹس، چیف جسٹس، وزیر اعظم، رئیس مجلس شوریٰ، شرعی عدالت کے جج اور بیت اللہ کے کنجی بردار وغیرہ پر فائز رہے۔ اسلامی علوم پر متعدد کتب تصنیف کیں نیز مختلف اسلامی ممالک میں مدارس اور تنظیمیں قائم کیں۔(۵۶)

اس مدرسہ کے بانی حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے جلیل القدر اہل سنت عالم دین، صوفیٔ کامل، مناظر اسلام، رد عیسائیت پر "اظہار الحق" جیسی بے مثل کتاب کے مصنف تھے۔ عثمانی خلیفہ عبدالحمید اور ان کے وزیر اعظم خیر الدین پاشا تیونسی اور خلافت عثمانیہ میں علماء کے اعلیٰ ترین منصب "شیخ الاسلام" پر تصنیفات شیخ احمد اسعد مدنی سمیت حکومت کے اعلیٰ عہدیداران مولانا کیرانوی کے قدردانوں میں شامل تھے۔ سلطان عبدالحمید نے آپ کو ایوارڈ "نشان مجیدی" پیش کرنے کے علاوہ شیخ الاسلام کی تجویز پر "پایۂ حرمین" کا خطاب دیا۔

موجودہ دور میں سعودی حکومت کے اکابر علماء میں سے ایک اہم فکار، ندوۃ العالمیہ للشباب الاسلامی (WAMY) کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مانع بن حماد الجھنی رقمطراز ہیں :

"موجودہ صدی کے آغاز میں دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل ایک عالم نے مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ قائم کیا جس نے دینی علوم کے فروغ میں شاندار خدمات انجام دیں"(۵۷)

ڈاکٹر موصوف نے دو جلدوں پر مشتمل اپنی اس تصانیف میں متعدد مقامات پر بہت سے باتیں بے بنیاد لکھ دی ہیں۔

حوالے و حواشی

(۴۵) علامہ ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی مدظلہ العالی کے حالات کے لئے مزید دیکھئے : اھل الحجاز ص ۲۸۹-۲۹۱، رجال من مکۃ المکرمۃ ج ۲ اردو میں آپ پر متعدد مضامین پاک و ہند سے طبع ہوئے مثلاً مفتی محمد خان قادری کا مفصل مضمون ڈاکٹر سید محمد مالکی، ایک اور اہم تصنیف ''شفاء الفواد فی زیارۃ خیر العباد'' کے اردو ترجمہ کے آغاز میں نیز ماہنامہ جہان رضا لاہور میں شائع ہوا۔

علامہ سید علوی مالکی اور ان کے فرزند علامہ ڈاکٹر سید محمد مالکی سعودی عہد میں مسجد الحرام میں مدرس رہے۔ راقم نے یہاں ان کے اسماء گرامی پوری چودھویں صدی ہجری کے اہم مدرسین مسجد الحرام کی حیثیت سے درج کئے ہیں۔

(۴۶) شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و اسناد پر ان کے شاگرد شیخ محمد یاسین فادانی نے کتاب ''المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی'' لکھی جسے دار الطباعۃ المصریۃ الحدیثۃ نے طبع کیا مزید دیکھئے الاعلام ج ۶ ص ۳۰۵، تشنیف الاسماع ص ۳۹۳ - ۳۹۷، الدلیل المشیر ص ۲۷۱-۲۷۷، سیر و تراجم ص ۲۶۰-۲۶۵، نشر الدرر ص ۴۴، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، پروفیسر ڈاکٹر عبدالوھاب ابراہیم ابو سلیمان وغیرہ دس اہل علم نے مل کر مرتب کی، طبع اول ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء مکتبۃ الملک فھد الوطنیۃ الریاض، ص ۵۴۵ و دیگر صفحات، ماہنامہ المنہل جدہ، شمارہ جولائی ۱۹۴۸ء مضمون بعنوان ''علماؤنا المعاصرون - محمد علی مالکی'' از قلم ایڈیٹر المنہل شیخ عبدالقدوس انصاری مدنی (م ۱۴۰۳ھ) ص ۳۵۵-۳۵۸۔

(۴۷) شیخ محمد مراد قازانی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف الاعلام ج ۷ ص ۹۵ پر ملاحظہ ہو۔ مکتوبات امام ربانی کے مکہ مکرمہ ایڈیشن کا ایک نسخہ مجلس علمی لائبریری کراچی میں موجود ہے

(۴۸) علامہ سید محمد مرسوقی ابو حسین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے دیکھئے : اھل الحجاز ص ۲۸۳-۲۸۴، تشنیف الاسماع ص ۵۰۷-۵۰۸، الدلیل المشیر ص ۳۸۳ - ۳۸۸، سیر و تراجم ص ۲۴۰-۲۴۳، مختصر نشر النور ص ۴۰۲-۴۰۳، نظم الدرر ص ۲۱۱-۲۱۲، ماہنامہ المنہل شمارہ فروری ۱۹۴۶ء، مضمون بعنوان ''محمد المرزوق ابو حسین'' از قلم شیخ عبد القدوس انصاری مدنی ص ۱۲۹-۱۳۴، معارف رضا کراچی ۱۹۹۹ء ص ۱۹۷۔

(۴۹) شیخ محمد بن یوسف خیاط رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے : الاعلام ج ۷ ص ۱۵۶، سیر و تراجم ص ۱۱۰-۱۱۱، مختصر نشر النور ص ۴۲۹-۴۳۰، نشر الدرر ص ۵۷۔

(۵۰) شیخ محمود شکری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات مختصر نشر النور ص ۴۹۵، نظم الدرر ص ۲۰۴ پر درج ہیں۔

(۵۱) شیخ مختار بن عطار د رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے : تشنیف الاسماع ص ۵۴۲-۵۴۴، سیر و تراجم ص ۲۴۵، نشر الدرر ص ۵۷۔

(۵۲) منوفی خاندان کے چند اور علماء کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں : شیخ محمد بن احمد منوفی (م ۱۰۴۴ھ) شیخ محمد بن محمد منوفی (م ۱۰۹۱ھ)، مفتی شافعیہ شیخ سعید منوفی (م ۱۱۲۰ھ)، شیخ زین العابدین منوفی (م ۱۱۵۱ھ)، شیخ تاج الدین منوفی (م ۱۱۵۷ھ)، شیخ حسین منوفی (م ۱۱۶۷ھ) اور شیخ ابراہیم منوفی (م ۱۱۸۷ھ) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ ان سب کے حالات مختصر نشر النور اور نظم الدرر میں درج ہیں۔

(۵۳) اھل الحجاز ص ۱۶۹-۱۷۷، الحرکۃ الادبیۃ ص ۱۴۰، مختصر نشر النور ص ۲۳۰-۲۳۱، نظم الدرر ص ۳۶۔

(۵۴) اعلام الحجاز ج ۲ ص ۲۶، اھل الحجاز ص ۱۷۷-۱۷۸

(۵۵) الحرکۃ الادبیۃ ص ۱۴۵

(۵۶) اعلام الحجاز ج ۲ ص ۲۸۶-۳۱۳، المنہل جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۵۲-۱۶۷۔

(۵۷) الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاھب والاحزاب المعاصرۃ، ڈاکٹر مانع بن حماد الجھنی، طبع سوم ۱۴۱۸ھ، دار الندوۃ العالمیہ للطباعۃ والنشر والتوزیع الریاض، ج ۱ ص ۳۱۱۔

- - - (باقی آئندہ) - - -

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

فاضل بریلوی
اور
علماء مکہ مکرمہ

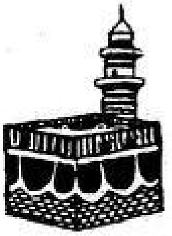

تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ٭

﴿چوتھی قسط﴾

اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ مدرسہ صولتیہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے قائم کیا جن کا دارالعلوم دیوبند سے کسی بھی نوعیت کا کوئی تعلق نہ تھا اور یہ مدرسہ موجودہ صدی کے آغاز کی جائے گذشتہ صدی کے آخر میں قائم ہوا۔ ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء میں مولانا کیرانوی اور پادری فنڈر کے درمیان آگرہ ہندوستان میں مناظرہ ہوا جس کی روداد عربی و اردو وغیرہ زبانوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس مناظرہ میں عیسائی مناظر کو شکست فاش ہوئی۔ مناظرہ آگرہ کی وجہ سے انگریز حکمران مولانا کیرانوی پر برہم تھے اس پر مزید یہ کہ ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مولانا نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس پر انگریزوں نے آپ کی جائداد ضبط کر کے آپ پر فوجداری مقدمہ چلانے کا حکم دے کر مولانا کی گرفتاری پر انعام مقرر کر دیا۔ چنانچہ آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے یمن کے راستے ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء میں مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ ادھر انگریز حکمرانوں نے ہندوستان میں مولانا کیرانوی کی تمام جائداد و املاک ۳۰ر جنوری ۱۸۶۴ء کو نیلام کر دی۔(۵۸)

ڈاکٹر مانع تسلیم کرتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند کا قیام ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۶ء کو عمل میں آیا(۵۹)۔ لہذا اوپر دیے گئے حقائق کی روشنی میں یہ بات پورے طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا کیرانوی دارالعلوم دیوبند کے قیام سے آٹھ سال پہلے ہندوستان چھوڑ چکے تھے اور پھر لوٹ کر نہیں آئے تا آنکہ مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ دارالعلوم کے قیام کے زمانہ میں آپ کی عمر ۴۹ برس سے زائد تھی اور آپ مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے اور نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام میں آپ کے علم و فضل کا طوطی بول رہا تھا۔ چنانچہ یہ دعویٰ کہ مولانا کیرانوی نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی، یا اس کے قیام میں کسی قسم کی معاونت کی، یا یہ کہ اس دارالعلوم کے فارغ التحصیل کسی عالم نے مدرسہ صولتیہ کی بنیاد رکھی، سراسر بے بنیاد ہے۔

مولانا کیرانوی کا عقیدہ خود ان کی تحریروں سے واضح ہے چنانچہ عارف باللہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۳ھ-۱۳۱۷ھ) کے مرید و خلیفہ(۶۰) مولانا عبد السمیع رامپوری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ تصحیح عقائد اہل سنت کا حصہ میں نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی سے لیا آپ میرے اساتذہ میں اول استاد ہیں(۶۱) اور پھر ۱۳۰۲ھ میں جب مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ علماء دیوبند نے مسلک اہل سنت کے خلاف ایک فتویٰ جاری کیا تو مولانا عبد السمیع میرٹھی نے اسی برس اس کی تردید میں ایک ضخیم کتاب "انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ" لکھ کر شائع کر دی ۱۳۰۷ھ میں انوار ساطعہ کے دوسرے ایڈیشن پر ہندوستان

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

پھر کے چوبیس اکابر علماء اہل سنت نے تقریظات لکھی ان میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی تقریظ بھی شامل ہے۔ علاوہ ازیں "تقدیس الوکیل" پر آپ کی مفصل تقریظ موجود ہے۔ مزید برآں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کیرانوی کو "فخر العلماء" کا خطاب دیا۔ تجلیات مہر انور کی پہلی جلد میں اس موضوع پر سیر حاصل مواد موجود ہے۔(۶۲)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی بن خلیل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ پہلے مسجد الحرام اور پھر مدرسہ صولتیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے تا آنکہ آپ نے مکہ مکرمہ میں ہی وفات پائی اس وقت مدرسہ صولتیہ پورے جزیرہ عرب کا سب سے اہم مدرسہ بن چکا تھا۔ آپ کے بعد آپ کے بھائی کے پوتے مولانا محمد سعید بن محمد صدیق بن علی اکبر بن خلیل الرحمٰن کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۰ھ---۱۳۵۷ھ / ۱۸۷۳ء---۱۹۳۸ء) نے مہتمم مدرسہ کی ذمہ داری سنبھالی(۶۳) تقدیس الوکیل پر مولانا محمد سعید کی تقریظ موجود ہے علاوہ ازیں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی اختلافی مسائل پر فیصلہ کن تصنیف "فیصلہ ہفت مسئلہ" کا پہلی ایڈیشن انہی مولانا محمد سعید کے اہتمام سے مکہ مکرمہ سے شائع ہوا، جو ان کے اہل سنت وجماعت ہونے کا بین ثبوت ہیں۔

علاوہ ازیں صولتیہ کے مدرس اول مولانا حضرت نور افغانی پشاوری مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء) اور(۶۴) مدرس دوم مولانا عبد السبحان رحمۃ اللہ علیہ نے تقدیس الوکیل پر تقریظ لکھی۔ فاضل بریلوی کے خلیفہ علامہ سید احمد ناضرین مدرس اور شیخ عبد الرحمٰن دھان حنفی مدرس اول رہے۔ جن علماء مکہ مکرمہ نے مسجد الحرام میں اور بعد ازاں صولتیہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے تعلیم پائی اور پھر مسلک اہل سنت پر اپنی تحریریں یادگار چھوڑیں ان میں مفتی احناف شیخ عبد الرحمٰن سراج، مفتی احناف و چیف جسٹس شیخ عبد اللہ سراج شیخ الخطباء شیخ احمد ابو الخیر مرداد، قاضی مکہ شیخ اسعد دھان، علامہ سید حسین دحلان، مفتی المالکیہ شیخ محمد عابد بن حسین مالکی، قاضی مکہ شیخ عبد اللہ ابو الخیر مرداد شہید، مبلغ اسلام علامہ سید عبد اللہ دحلان، قاضی جدہ علامہ سید محمد حامد احمد جداوی اور قاضی جدہ و مفتی احناف شیخ محمد صالح کمال حنفی کے اسماء گرامی اہم ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ بعد ازاں ڈاکٹر علامہ سید محمد بن علوی مالکی مدظلہ العالی نے بھی مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو مدرسہ صولتیہ میں قیام فرمایا جبکہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ زندہ اور مدرسہ میں موجود تھے۔(۶۵)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے زندگی کے آخری ایام میں محلہ جیاد میں مدرسہ احمدیہ قائم کیا جس میں تجوید و حفظ قرآن پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور فاضل بریلوی کی کتاب حسام الحرمین کے مقرظ قادری حافظ شیخ احمد مکی بنگالی رحمۃ اللہ علیہ اس کے مدرس و مہتمم تھے۔ ۱۳۱۰ھ میں اس مدرسہ میں ۶۵ طلباء پڑھتے تھے۔ جنازہ کے ساتھ بہ آواز بلند ذکر اللہ کے جواز پر مولانا محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی اردو کتاب "الاجازۃ فی الذکر الجھر مع الجنازۃ" پر انہی شیخ احمد مکی نے عربی میں پانچ صفحات کی تقریظ لکھی۔(۶۶)

مدرسہ صولتیہ کے بعد اس شہر مقدس کا دوسرا اہم مدرسہ فخریہ، مدرس مسجد الحرام شیخ عبد الحق القاری نے اور تیسرہ مدرسہ خیریہ، مدرس مسجد الحرام شیخ محمد حسین خیاط نے قائم کیا اور یہ دونوں علماء مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے شاگرد

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

آئے تا آنکہ مکہ
زمانہ میں آپ کی
رام مکہ مکرمہ میں
ہندوستان بلکہ
طوطی بول رہا تھا۔
م دیوبند میں تعلیم
کی، یا یہ کہ اس
سہ صولتیہ کی بنیاد
کی تحریروں سے
جر مکی رحمۃ اللہ علیہ
) مولانا عبد السمیع
کہ صحیح عقائد اہل
ی مہاجر مکی سے لیا
ر پھر ۱۳۰۲ھ میں
احمد انبیٹھوی وغیرہ
ایک فتویٰ جاری کیا
کی تردید میں ایک
" لکھ کر شائع کر دی
یڈیشن پر ہندوستان

تھے۔(۶۷)

جدہ شہر کے ایک تاجر(۶۸) الحاج محمد علی زینل الرضا (م ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء) نے جدہ، مکہ مکرمہ، ممبئی، عدن، دبئی اور بحرین میں "الفلاح" نام کے دینی مدارس قائم کئے۔ مدرسہ فلاح عثمانی عہد کے مکہ مکرمہ میں قائم ہونے والا آخری مدرسہ تھا جو کارکردگی کے اعتبار سے مدرسہ صولتیہ کے بعد دوسرا بڑا مدرسہ ثابت ہوا۔ علامہ سید محمد حامد احمد جداوی رحمۃ اللہ علیہ (حسام الحرمین کے مقرظ) ۱۳۳۰ھ --۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۱ء-۱۹۱۵ء تک مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ کے پہلے مہتمم و صدر مدرس رہے اور جسٹس مکہ علامہ سید ابو بکر حبشی مکہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۰ھ---۱۳۷۴ھ / ۱۹۰۲ء---۱۹۵۴ء) جو ۱۳۵۲ھ---۱۳۶۲ / ۱۹۳۳ء---۱۹۴۳ء تک اس مدرسہ کے چھٹے مہتمم رہے(۶۹) آپ اپنے دادا مفتی شافعیہ شیخ الاسلام علامہ سید حسین بن محمد حبشی مکہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۵۸ھ---۱۳۳۰ھ / ۱۸۴۲ء---۱۹۱۲ء) کے علاوہ (۷۰) حسان العصر امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۵ھ --- ۱۳۵۰ھ / ۱۸۴۹ء --- ۱۹۳۱ء) سمیت (۷۱) عالم اسلام کے متعدد علماء و مشائخ سے تصوف کے مختلف سلاسل میں مجاز تھے(۷۲) علامہ سید ابو بکر حبشی نے اپنی عظیم تصنیف "الدلیل المشیر" میں متعدد مقامات پر فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر کیا ہے۔(۷۳)

مدرسہ فلاح کے ساتویں مہتمم حجاز مقدس کے مشہور ماہر تعلیم علامہ سید اسحاق عزوز مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۰ھ---۱۴۱۵ھ / ۱۹۱۲ء---۱۹۹۴ء) طالب علم، مدرس اور پھر مہتمم کی حیثیت سے ساٹھ برس تک اس مدرسہ سے وابستہ رہے آپ فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ احمد ناضرین کے بھانجے اور شاگرد ہیں۔ علامہ سید اسحاق عزوز نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی لیکن آپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے آپ کی تدفین مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی مکی نے اپنی اہم تصنیف "انہا فاطمۃ الزہراہ" رضی اللہ عنہا کا انتساب اپنے استاد علامہ سید اسحاق عزوز کے نام کیا۔(۷۴)

شیخ محمد عبدالمحسن رضوان مکی شافعی ۱۳۷۸ھ---۱۴۰۵ھ / ۱۹۵۸ء---۱۹۸۵ء تک مدرسہ فلاح کے آٹھویں مہتمم رہے(۷۵) جن کے ایک چچا علامہ سید محمد عبدالباری رضوان مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۵ھ---۱۳۵۸ھ / ۱۸۷۸ء---۱۹۴۰ء) نے الدولۃ المکیۃ پر(۷۶) اور دوسرے چچا علامہ سید عباس رضوان مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۳ھ --- ۱۳۴۶ھ / ۱۸۷۶ء --- ۱۹۲۷ء) نے الدولۃ المکیۃ و حسام الحرمین پر تقریظات لکھیں(۷۷) اور آپ کے والد علامہ سید عبدالمحسن رضوان مدنی ثم مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۲ھ---۱۳۸۱ھ / ۱۸۷۵ء---۱۹۶۱ء) سے اہل علم کی کثیر تعداد نے دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ کی اجازت حاصل کی نیز آپ نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت علامہ سید احمد کبیر رفاعی و حضرت امام ابو الحسن شاذلی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ اکابر صوفیاء کرام کے اور اد و ازکار کو ان سے متعلق اپنی اسناد کے ساتھ یکجا مصر سے شائع کرایا۔(۷۸)

حوالے و حواشی

(۵۸) اعلام الحجاز ج ۲ ص ۲۹۳، سیر و تراجم ص ۱۰۸-۱۱۲، مہر منیر، مولانا فیض احمد فیض، طبع پنجم ۱۹۸۷ء، دربار عالیہ گولڑا شریف ضلع اسلام آباد، ص ۲۹۸-۳۰۰۔

(۵۹) الموسوعۃ المیسرۃ ج ۱ ص ۳۰۸۔

(۶۰) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: علماء العرب فی شبہ القارۃ الھندیۃ، شیخ یونس ابراہیم السامرائی،

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

یدا سحاق عزوز نے
ت پر عمل کرتے
ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی
ہ" رضی اللہ عنہا کا
نام کیا۔(۷۳)
شافعی ۱۳۰۸ھ۔
مدرسہ فلاح کے
چچا علامہ سید محمد
لیہ (۱۲۹۵ھ---
الدولۃ المکیۃ پر (۷۶)
مدنی رحمۃ اللہ علیہ
--- ۱۹۲۷ء) نے
میں(۷۷)اور آپ کے
ثم مکی رحمۃ اللہ علیہ
۱۹۶۱ء) سے اہل
صیدہ بردہ کی اجازت
لقادر جیلانی، حضرت
الحسن شاذلی رحمہم اللہ
ذکار کوان سے متعلق
یا۔(۷۸)

وتراجم ص ۱۰۸-۱۱۲، مہر
پنجم ۱۹۸۷ء، دربار عالیہ
۳۹۸-۴۰۰۔

کے حالات کے لئے دیکھئے:
شیخ یونس ابراہیم السامرائی،

طبع اول ۱۹۸۶ء بوزارت اوقاف بغداد عراق، ص ۴۲۸-۴۲۹، مختصر نشر النور ص ۱۳۴، نظم الدرر ص ۱۶۸۔

(۶۱) انوار ساطعہ دربیان مولود و فاتحہ، مولانا عبدالسمیع میرٹھی رامپوری، طبع ۱۳۳۶ھ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۲۹۷۔

(۶۲) تجلیات مہر انور ص ۳۱۰-۳۳۵

(۶۳) مولانا محمد سعید کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: نثر الدرر ص ۴۷، تجلیات مہر انور ص ۳۲۹۔

(۶۴) مولانا حضرت نور افغانی پشاوری مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مختصر نشر النور ص ۵۰۳-۵۰۴ اور نظم الدرر ۲۱۴ پر درج ہیں۔

(۶۵) مہر منیر ص ۱۱۸-۱۱۹۔

(۶۶) الاجازۃ فی الذکر المحرر مع الجازۃ، مولانا محمد عمر الدین ہزاروی، طبع دوم، مطبع گلزار حسینی ممبئی۔

(۶۷) اعلام الحجاز ج ۲ ص ۲۱، ۳۰۵-۳۰۶، الحرکۃ الادبیۃ ص ۱۴۷-۱۴۸۔

(۶۸) الحاج محمد علی زینل کے حالات اعلام الحجاز ج ۱ ص ۳۱۶-۳۳۰ پر ملاحظہ ہوں۔

(۶۹) علامہ سید ابوبکر حبشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ان کی تصنیف الدلیل المشیر کے آغاز میں درج ہیں۔ نیز دیکھئے: الاعلام ج ۲ ص ۶۲، اہل الحجاز ص ۲۶۰-۲۶۲، سیر وتراجم ص ۲۵-۲۷، نثر الدرر ص ۲۳۔

(۷۰) علامہ سید حسین حبشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر آپ کے شاگرد شیخ عبدالحمید قدس نے "مواہب المعید المنشی فی ماثر السید حسین الحبشی" لکھی جس کا مخطوطہ مکہ مکرمہ لائبریری میں زیر نمبر ۸۴ / تاریخ موجود ہے۔ آپ کے دوسرے شاگرد شیخ عبداللہ غازی مکی (م ۱۳۶۵ھ) نے "فتح القوی فی ذکر اسانید السید حسین الحبشی العلوی" لکھی جس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۱۸ھ / ۱۸۹۷ء میں مکہ مکرمہ سے شائع ہوا۔ نیز دیکھئے: الدلیل المشیر ص ۹۲-۹۷، سیر و تراجم ص ۹۹، فہرس الفہارس ج ۱ ص ۳۲۰-۳۲۱، مختصر نشر النور ص ۱۷۷-۱۷۹، نظم الدرر ص ۱۷۲-۱۷۳۔

(۷۱) علامہ یوسف نبہانی فلسطینی ثم بیروتی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے ان کی تصنیف "اتحاف المسلم" طبع اول ۱۳۱۱ھ / ۱۹۹۱ء، مرکز جمعۃ الماجد للثقافۃ والتراث دبئی حالات مصنف از قلم مامون الصاغرجی، ص ۴۵-۵۴، ڈاکٹر عیسیٰ محمد علی الماخی نے علامہ نبہانی پر مقالہ ڈاکٹریٹ لکھ کر ۱۹۷۸ء میں جامعہ الازہر سے ڈگری حاصل کی، الاعلام ج ۸ ص ۲۱۸، الدلیل المشیر ص ۳۰۱-۳۱۲، فہرس الفہارس ج ۱ ص ۱۸۴-۱۸۵، ج ۲ ص ۱۱۰۷-۱۱۱۰، محمد ﷺ فی الشعر الحدیث، ڈاکٹر حلمی قاعود، طبع اول ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۷ء دار الوفا منصورہ مصر، ص ۱۲۶-۱۲۸، خلیل احمد رانا نے آپ پر اردو میں مختصر کتاب "نابغہ فلسطین" لکھی جو لاہور سے شائع ہوئی۔ ماہنامہ نعت لاہور نے فروری ۱۹۹۳ء میں آپ کی نعتیہ شاعری پر خصوصی اشاعت پیش کی۔

(۷۲) الدلیل المشیر میں آپ نے اپنے ایک سو دو سے زائد اساتذہ و مشائخ کے حالات قلمبند کئے ہیں۔

(۷۳) الدلیل المشیر ص ۲۵۴، ۳۸۸، ۴۳۷۔

(۷۴) علامہ سید اسحاق عزوز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات آپ کی تصنیف "اطیب الذکریٰ فی مناقب و اخبار خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا" طبع اول ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء کے آغاز میں دیئے گئے ہیں نیز دیکھئے: اہل الحجاز ص ۲۰۲ و دیگر صفحات رجال من مکۃ المکرمۃ ج ۳ ص ۱۲۵-۱۴۱۔

(۷۵) مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ کی مختصر تاریخ اہل الحجاز ص ۱۸۷، ۲۰۱ پر درج ہے نیز دیکھئے: المنہل شمارہ جنوری ۱۹۸۹ء میں محمود عارف کا مضمون "مدارس الفلاح" ص ۱۶۸-۱۷۱۔

(۷۶) علامہ سید محمد عبدالباری رضوان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اہل الحجاز ص ۲۸۵-۲۸۷، سیر وتراجم ص ۲۸۹-۲۹۰۔

(۷۷) علامہ سید عباس رضوان مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کیلئے دیکھئے: اعلام من ارض النبوۃ ج ۲، ص ۱۱۳-۱۱۷، تشنیف الاسماع ص ۲۶۲-۲۶۵، المنہل شمارہ اپریل ۱۹۷۷ء، عبدالقدوس انصاری کا مضمون "تراجم العلماء---السید عباس رضوان المدنی" ص ۱۳۱-۱۳۵۔

(۷۸) علامہ سید عبدالمحسن رضوان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات تشنیف الاسماع ص ۳۶۱-۳۶۲ پر ملاحظہ ہوں۔

...... ☆ ...... باقی آئندہ ...... ☆ ......

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

فاضل بریلوی
اور
علماء مکہ مکرمہ

تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ★

﴿ پانچویں قسط ﴾

مختلف اوقات میں مدرسہ فلاح میں تدریسی خدمات انجام دینے والے علماء میں محدث حرمین شیخ عمر حمدان محرسی، شیخ احمد ناضرین شافعی، علامہ سید علوی مالکی، شیخ محمد نور سیف مالکی مکی (۱۳۲۴ھ---۱۴۰۳ھ/۱۹۰۶ء---۱۹۸۲ء) اور علامہ سید محمد امین کتبی مکی حنفی (۱۳۲۷ھ---۱۴۰۴ھ/۱۹۰۹ء---۱۹۸۳ء) رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی اہم ہیں۔ شیخ سید محمد امین کتبی نے مفتی اعظم ہند سے خلافت پائی (۷۹) شیخ محمد نور سیف مالکی اور شیخ سید محمد امین کتبی حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ، مولانا ضیاء الدین قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مند تھے۔

مدرسہ فلاح میں تعلیم پانے والوں میں شیخ احمد ناضرین، علامہ سید علوی مالکی اور ان کے فرزند ڈاکٹر سید محمد علوی مالکی، شیخ محمد نور سیف اور ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی مکی کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ سعودی دور کے سابق وزیر اطلاعات ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی آج کے حجاز کی مشہور علمی و سماجی شخصیات میں سے ہیں آپ نے رسول اللہ ﷺ، اہل بیت رسول نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت کے جذبہ کو اجاگر کرنے کے لئے ان موضوعات پر الگ الگ کتب تالیف کیں جنہیں شائقین نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ علاوہ ازیں لندن سے شائع ہونے والے عربی کے کثیر الاشاعت روز نامہ ''الشرق الاوسط'' میں گذشتہ کئی سال سے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اس مناسبت سے آپ کے مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ پاکستان کے علماء اہل سنت نے ڈاکٹر محمد عبدہ کی متعدد مؤلفات کے اردو تراجم شائع کر دیے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

مدارس فلاح کے ضمن میں عرض ہے کہ اس کی ممبئی شاخ میں عرب دنیا کے اساتذہ تعینات تھے نیز اس کے طلباء میں عرب بھی شامل تھے۔ چنانچہ مدرسہ فلاح ممبئی کے مدرس علامہ فقیہ شیخ محمد امین سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۳ھ---۱۳۵۵ھ/۱۸۵۶ء---۱۹۳۶ء) نے الدولۃ المکیۃ پر تقریظ لکھی (۸۰) اور دوسرے مدرس امام العالم العامل فقیہ محدث شیخ محمود عطار دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۴ھ---۱۳۶۲ھ/۱۸۶۷ء---۱۹۴۳ء) نے میلاد و قیام کے بارے میں (۸۱) رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبٹھوی کے جاری کردہ فتوی (۸۲) کی تردید میں ایک مفصل مقالہ بعنوان ''استحباب القیام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلاۃ والسلام'' لکھ کر ماہنامہ الحقائق دمشق (سن اجراء ۱۳۲۸ھ) سے شائع کرایا (۸۳) جس کا کتابی صورت میں تازہ ایڈیشن ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء میں شام سے شائع ہوا۔

مذکورہ دور میں مسجد الحرام اور شہر مقدس میں قائم مدارس کے علاوہ متعدد علماء کرام کے گھر علمی مراکز کی حیثیت رکھتے تھے جیسا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، شیخ الدلائل مولانا محمد عبدالحق الہ

★ (ناظم، بہاء الدین زکریا لائبریری، چکوال)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

آبادی (۱۲۵۲ھ---۱۳۳۳ھ/۱۸۳۶ء---۱۹۱۵ء) اور شیخ محمد عابد مالکی رحمہم اللہ تعالیٰ کے گھر۔ عارف باللہ حاجی امداد اللہ اپنی رہائش گاہ پر تفسیر، توحید، فقہ اور تصوف پر درس دیا کرتے۔ امام العصر شیخ یوسف اسماعیل نبھانی نے آپ سے استفادہ کیا اور سلسلہ نقشبندیہ میں آپ سے بیعت کی (۸۴) حاجی صاحب کے معتقدات ان کی تصنیفات بالخصوص فیصلہ ہفت مسئلہ سے ظاہر ہیں یہ کتاب آپ نے مکہ مکرمہ میں لکھی۔ نیز انوار ساطعہ پر آپ کی تائیدی کلمات اور تقدیس الوکیل پہ تقریظ موجود ہے۔

مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۸۵)

پچاس برس تک مکہ مکرمہ مقیم رہے اور وہیں وفات پائی۔ اس دوران آپ نے عربی زبان میں تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ درس و تدریس پر بھر پور توجہ دی اور اسلامی دنیا کے لاتعداد طلباء نے آپ سے استفادہ کیا اور اپنے دور کے اکابر علماء میں شمار ہوئے۔ آپ کے گھر میں اگر ایک طرف طلباء تعلیم وتعلم میں مشغول ہوتے تو دوسری طرف زائرین حرم آپ سے ملاقات، بیعت وارادت اور دلائل الخیرات کی اجازت کے لئے موجود ہوتے۔ مشہور سوانح نگار خیرالدین زرکلی دمشقی (۱۳۲۰ھ---۱۳۹۶ھ/ ۱۸۹۳ء---۱۹۷۶ء) نے مولانا الہ آبادی کے بارے میں نہ جانے کیسے لکھ دیا کہ "ضعیف فی الحدیث" (۸۶) جبکہ مولانا الہٰ آبادی نے علم حدیث شیخ عبدالغنی دہلوی مہاجر مدنی (۱۲۳۵ھ---۱۲۹۶ھ) اور شیخ قطب الدین دہلوی مہاجر مکی (م ۱۲۸۹ھ) سے پڑھا (۸۷) بعد ازاں مولانا الہ آبادی مکہ مکرمہ میں عمر بھر علم حدیث کے علاوہ تفسیر، اصول تفسیر وقراءت، توحید وعقائد، فقہ حنفی، اصول فقہ، قواعد فقہیہ، بلاغت، معانی و بیان، بدیع، نحو وصرف، منطق، تصوف، سیرت، تاریخ اور اوراد واذکار وغیرہ علوم کی اہم کتب عرب وعجم کے طلباء کو پڑھاتے رہے (۸۸)۔ خیرالدین زرکلی نے اہل علم ومشاہیر کے حالات جمع کرنے میں خاصی جہد سے کام لیا اور سینکڑوں افراد کے حالات جمع کر کے کتاب "الاعلام" لکھی جسے مقبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ یہ کتاب آٹھ ضخیم جلدوں اور بڑی تقطیع کے ۲۴۷۲ صفحات پر مشتمل ہے اس کا دسواں ایڈیشن ۱۹۹۲ء میں بیروت سے شائع ہوا جو راقم کے پیش نظر ہے لیکن افسوس ہے کہ فاضل مصنف نے حالات و واقعات کی چھان بین میں تساہل سے کام لیا جس باعث یہ کتاب اغلاط سے بھر گئی نیز بہت سی اہم علمی شخصیات کو دانستہ نظر انداز کر کے ان کے حالات سرے سے کتاب میں شامل ہی نہیں کئے جبکہ بعض غیر اہم شخصیات کو اس میں جگہ دی زرکلی شاعر صحافت اور تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ سیاسی امور سے بھی تعلق رکھتے تھے چنانچہ شام، حجاز اور سعودی عرب کے سیاسی معاملات میں فعال رہنے کے علاوہ مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ مراکش میں سعودی عرب کے سفیر رہے پھر مملکت سعودیہ کے بانی شاہ عبدالعزیز سعود کے کارناموں پر دو کتب لکھیں۔ الغرض زرکلی کی اس کتاب کی اغلاط کی نشان دہی نیز اس میں نظر انداز کی گئی شخصیات کے حالات پر عرب دنیا کے محققین کی طرف سے مقالات اور کتب منظر عام پر آچکی ہیں۔

زرکلی ۱۹۲۱ء میں حجاز مقدس پہنچے اور وہاں کی شہریت اختیار کی (۸۹) ان ایام میں مولانا الہٰ آبادی کی وفات پر محض چھ سات برس گزرے تھے اور آپ کے لاتعداد تلامذہ حرمین شریفین میں موجود اور اکابر علماء میں سے تھے۔ جیسا کہ خاتمۃ المحققین شیخ محمد علی مالکی جنہوں نے مولانا الہ آبادی سے احادیث کی کتب جامع مسانید الامام ابوحنیفہ، شرح معانی الآثار، انجاح الحاجۃ علی سنن ابن ماجۃ، دلیل الفالحین علی ریاض الصالحین اور شرح الاذکار النوویۃ

پڑھیں (۹۰) اور بع
مقام پایا نیز علام
---۱۳۶۵ھ/۱۹
آبادی سے حصن ا
مولانا الہ آبادی کی
العہد ہونے کے با
مولانا
خطیب، شیخ الخطبا
شہید نے آپ کا
"عبد الـ
محمد الـ
الامام الـ
العلم والعـ
آپ
شیخ الروبۃ سید محمد
---۱۳۸۲ھ/ ۱
"عبدالـ
یا رمـ
المحدث
الحاشیـ
اصحاب
مانهم" (
فاضل
حاضر ہوئے تو
چنانچہ دونوں جلیل
اور جب فاضل

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

پڑھیں(۹۰) اور بعد ازاں تدریس، افتاء اور تصنیف تالیف میں اہم مقام پایا نیز علامہ محدث مؤرخ مسند شیخ عبداللہ غازی (۱۲۹۱ھ---۱۳۶۵ھ/۱۸۷۴ء---۱۹۴۵ء) جنہوں نے مولانا الہ آبادی سے حصن الحصین اور الاوائل السنبلیہ پڑھیں(۹۱) مزید یہ کہ مولانا الہ آبادی کی تصنیفات مطبوع ہیں نیز آپ کے اتنے قریب العہد ہونے کے باوجود زرکلی کی مذکورہ بالا تحریر محل نظر ہے۔

مولانا الہٰ آبادی کے شاگرد مسجد الحرام کے امام و خطیب، شیخ الخطباء فقیہ مؤرخ جسٹس مکہ شیخ عبداللہ ابو الخیر مرداد شہید نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں لکھا ہے:

''عبد الحق الهندی الالہ آبادی بن شاہ محمد الحنفی نزیل البلد الحرام شیخنا الامام الجلیل المحدث المفسر الجامع بین العلم والعمل الملازم للتقویٰ''۔(۹۲)

آپ کے دوسرے شاگرد علامہ حافظ محدث مسند عصرہ و شیخ الروایۃ سید محمد عبدالحیٔ کتانی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۲ھ---۱۳۸۲ھ/۱۸۸۶ء---۱۹۶۲ء) کے یہ الفاظ ہیں۔(۹۳)

''عبدالحق ابن الشیخ شاہ محمد بن الشیخ یار محمد الہ آبادی المکی الصوفی المحدث المفسر الناسک المعمر صاحب الحاشیۃ علی تفسیر النسفی، وھو کبار اصحاب الشیخ عبدالغنی الدھلوی وقد مانھم''(۹۴)

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جب دوسری بار مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو مولانا الہٰ آبادی اس شہر مبارک میں موجود تھے چنانچہ دونوں جلیل القدر علماء ہند کے درمیان متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور جب فاضل بریلوی واپس بریلی پہنچے تو ایک روز علماء، طلباء و مریدین کی مجلس میں مولانا الہ آبادی کے بارے میں یوں گویا ہوئے:

''مکہ مکرمہ میں فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء محمد سعید باصبیل اور مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین--- حضرت مولانا عبدالحق الہٰ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گذرے تھے، کبھی شریف (گورنر مکہ) کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے قیام گاہ فقیر پر دوبار تشریف لائے۔ مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے۔ مولانا (الہٰ آبادی) کا دم بساغنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے''۔(۹۵)

استاذ العلماء شیخ الدلائل مولانا محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی کی دو کتب الدولۃ المکیۃ و حسام الحرمین پر تقریظات لکھی جو مطبوع ہیں۔

مذکورہ دور کے مکہ مکرمہ میں جن علماء کرام کے گھروں نے درس گاہ کی حیثیت سے شہرت پائی ان میں فاضل بریلوی کے خلیفہ مفتی مالکیہ و مدرس مسجد الحرام شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں منعقد ہونے والی علمی و روحانی مجالس کا مؤرخین نے بطور خاص ذکر کیا ہے(۹۶) آپ افتاء کی ذمہ داریاں نبھانے کے علاوہ تصنیف و تالیف اور پھر مسجد الحرام میں مقرر اوقات کے بعد گھر پر درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے یہی وجہ ہے کہ پوری اسلامی دنیا میں آپ کے تلامذہ کے نام ملتے ہیں جو اپنے علاقہ کے اکابر علماء میں شمار ہوئے جیسا کے انڈونیشیا کے شیخ محمد ہاشم اشعری

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۲ھ---۱۳۶۶ھ/۱۸۶۵ء---۱۹۴۷ء) جواپنے وطن سے حصول تعلیم کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے اور ۱۳۰۸ھ سے ۱۳۱۴ھ تک وہاں مقیم رہ کر شیخ محمد عابد مالکی وغیرہ اکابر علماء مکہ سے تعلیم پائی پھر واپس انڈونیشیا جاکر ''جمعیت نھضۃ العلماء'' نامی سیاسی جماعت اور نوجوانوں کے لئے ایک تنظیم ''حزب اللہ'' قائم کیں۔ ۱۹۹۹ء میں جمعیت نھضۃ العلماء انڈونیشیا کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے جس کے ارکان کی تعداد تین کروڑ ہے۔ شیخ ھاشم اشعری کے بیٹے شیخ عبدالواحد ھاشم ۱۹۵۳ء سے اپنی وفات تک انڈونیشیا کے وزیر مذہبی امور نیز نھضۃ العلماء کے صدر رہے۔ اب شیخ ھاشم اشعری کے پوتے عبدالرحمٰن واحد (پ ۱۹۴۰ء) نھضۃ العلماء کے صدر ہیں جو ۱۹۹۹ء کے انتخابات میں انڈونیشیا کے نئے صدر منتخب ہوئے۔(۹۷)

حوالے وحواشی:

(۷۹) ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، مفتی اعظم ہند نمبر ص ۸۷۔

(۸۰) شیخ محمد امین سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، محمد مطیع الحافظ ونزار اباظہ، طبع اول ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء، دار الفکر دمشق، ج ۱ ص ۵۰۳-۵۰۸، الاعلام ج ۶ ص ۴۴، الدلیل المشیر ص ۵۹-۶۳

(۸۱) شیخ محمد عطار دمشقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: استحباب القیام عند ذکر ولادۃ علیہ الصلاۃ والسلام، شیخ محمد عطار، طبع ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء، حالات مصنف ص ۵-۱۰، الاعلام ج ۷ ص ۱۲۹، تاریخ علماء دمشق ج ۲ ص ۵۹۶-۵۹۹۔

(۸۲) اس فتوے کے مکمل متن کے لئے دیکھئے: براہین قاطعہ، علامہ خلیل احمد انبیٹھوی، طبع ۱۹۸۷ء، دار الاشاعت کراچی ص ۱۵۱-۱۵۲۔

(۸۳) ماہنامہ حقائق دمشق شمارہ محرم ۱۴۳۰ھ ص ۲۰۱-۲۱۲۔

(۸۴) الدلیل المشیر ص ۳۰۳۔

(۸۵) مولانا عبدالحق الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: علماء العرب فی شبہ القارۃ الھندیہ، ص ۷۷۶، فہرس الفھارس والاثبات ج ۲ ص ۲۸۷، مختصر نشر النور ص ۲۳۳، نظم الدرر ص ۲۰۲-۲۰۳، الاعلام ج ۶ ص ۱۸۶، الملفوظ ج ۲ ص ۱۳۲۔

(۸۶) الاعلام ج ۶ ص ۱۸۶۔

(۸۷) مختصر نشر النور ص ۲۳۳، نظم الدرر ص ۲۰۳۔

(۸۸) المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی، مختلف صفحات، الدلیل المشیر ص ۴۹، ۳۸۴۔

(۸۹) خیر الدین زرکلی نے اپنے مختصر حالات زندگی خود تحریر کئے جو الاعلام ج ۸ ص ۲۶۷-۲۷۰ پر درج ہیں۔

(۹۰) المسلک الجلی ص ۸-۱۱۔

(۹۱) الدلیل المشیر ص ۲۱۹۔

(۹۲) مختصر نشر النور ص ۲۳۳، نظم الدرر ص ۲۰۲۔

(۹۳) علامہ سید محمد عبدالحیٔ کتانی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی، آپ کے حالات کے لئے دیکھئے: فہرس الفھارس والاثبات، حالات مصنف ج ۱ ص ۵-۴۴، الاعلام ج ۶ ص ۱۸۷، الدلیل المشیر ص ۱۴۸-۱۷۵، تشنیف الاسماع ص ۲۷۸-۲۸۴، الملفوظ ج ۲ ص ۱۲۹، علامہ کتانی کی ایک ضخیم تصنیف ''التراتیب الاداریہ'' کا اردو ترجمہ ۱۹۹۱ء میں کراچی سے بنام ''عہد نبوی ﷺ کا اسلامی تمدن'' شائع ہوا۔ مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۳ء) نے علامہ کتانی سے سند روایت پائی۔

(۹۴) فہرس الفھارس والاثبات ج ۲ ص ۲۸۷۔

(۹۵) الملفوظ ج ۲ ص ۱۳۲-۱۳۷۔

(۹۶) سیر و تراجم ص ۱۵۲۔

(۹۷) شیخ ھاشم اشعری انڈونیشی کے حالات تشنیف الاسماع ص ۵۶۲-۵۶۴ پر درج ہیں۔ روزنامہ اردو نیوز جدہ شمارہ ۱۶ نومبر ۱۹۹۹ء ڈاکٹر محمد عبدالخالق کا مضمون بعنوان ''انڈونیشیا کی اسلامی ثقافت میں عربوں کا کردار'' ص ۵

............باقی آئندہ............

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

فاضل بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ

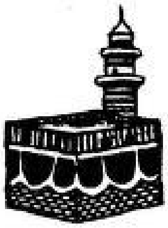

تحقیق: محمد بہاء الدین شاہ ★

﴿چھٹی قسط﴾

غرض یہ کہ عثمانی عہد کے مکہ مکرمہ میں رائج ذرائع تعلیم میں سے چوتھا ذریعہ "کتاب" کا تھا۔ شہر بھر کے مختلف گلیوں کی کسی عمارت کے ایک کمرہ میں چٹائی بچھائے اور پانی کی صراحیاں اپنے پاس رکھے ایک عالم تشریف فرما ہوتے اردگرد کے گھروں کے بچے ان کے پاس آتے اور ان سے قرآن مجید حفظ و ناظرہ، ابتدائی دینی تعلیم نیز املاء و حساب کی ابتدائی تعلیم حاصل کرتے۔ ان چھوٹی چھوٹی درس گاہوں کو "کتاب" اور ان میں تعلیم دینے والے عالم کو "شیخ الکتاب" کہا جاتا تھا۔ چودھویں صدی ہجری کے آغاز پر پورے مکہ مکرمہ میں ۴۳ر کتاتیب موجود تھے جن میں کل ۱۱۵۰ر طلباء زیر تعلیم تھے۔ حسن عبدالحی قزاز مکی نے اس دور کے اہم کتاتیب کے نام اپنی کتاب میں درج کیے ہیں۔ (۹۸)

جب حجاز مقدس سے عثمانی دور کا خاتمہ ہوا تو مسجد الحرام میں قائم حلقات دروس اور صولتیہ، فلاح، فخریہ، خیریہ احمدیہ و رشدیہ نامی مدارس کے علاوہ کتاتیب کو مکہ مکرمہ میں اپنے دور کی علمی درس گاہوں کی صورت میں یادگار چھوڑا۔

عثمانی ترکوں کے عہد کے اختتام تک مکہ مکرمہ میں وہابیت کو پنپنے کا موقع نہیں ملا بلکہ اکابر علماء مکہ میں سے متعدد نے اس کے تعاقب میں قلم اٹھایا لیکن اس عہد کے آخری چند برسوں کے دوران محض دو تین علماء شیخ احمد فقیہ و شیخ عبدالرحمن اسکوبی مذکورہ عقیدہ اختیار کر چکے تھے جبکہ ان کے نظریات و افکار پر اہل مکہ میں سے کسی نے توجہ نہیں دی۔ فاضل بریلوی نے علوم مصطفٰے ﷺ پر وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں بعض اکابر علماء مکہ کی خواہش پر کتاب "الدولۃ المکیۃ" لکھی۔ ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ کو گورنر مکہ سید علی پاشا (۹۹) کا دربار منعقد ہوا تو اس میں علماء مکہ مکرمہ کی کثیر تعداد و دیگر اہل علم کے علاوہ فاضل بریلوی بھی موجود تھے۔ گورنر جو خود ذی علم تھا اس کے حکم پر مفتی احناف شیخ صالح کمال مکی نے بھرے دربار میں الدولۃ المکیۃ پڑھ کر سنائی۔ اس موقع پر مذکورہ دونوں وہابی علماء کی موجودگی میں گورنر مکہ نے بآواز بلند کتاب کے مندرجات کو سراہا اور وہابیہ کے اعتراضات کو بے بنیاد قرار دیا۔ بعدازاں وہابیہ نے مسجد الحرام کے ایک ناخواندہ و جاہل اہلکار کے توسط سے فاضل بریلوی کے معتقدات نیز علماء مکہ کی طرف سے آپ کی معاونت و پذیرائی کو شکایت کے انداز میں گورنر حجاز احمد راتب پاشا کے گوش گزار کیا جس پر گورنر حجاز نے ایک چپت اس اہلکار کی گردن پر جمائی اور اسے واشگاف الفاظ میں جھڑک دیا پھر اکابر علماء مکہ نے الدولۃ المکیۃ پر تقریظات لکھیں اور تمام مکہ معظمہ میں اس کتاب کا شہرہ ہوا اور گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان (وہابیہ) کا تمسخر کرتے۔ (۱۰۰)

مقامی علماء کے علاوہ دیگر ممالک سے ہجرت کر کے

★ (ناظم بہاءالدین زکریا لائبریری، چکوال)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

آنے والوں میں سے اگر کوئی عالم مذکورہ عقیدہ پر عمل پیرا تھے بھی تو اس دوران انہیں مکہ مکرمہ میں اپنے نظریات کے دوٹوک اظہار کی ہمت نہیں ہوئی۔

ھاشمی عہد:

۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء کو حجاز مقدس سے ترکوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو آج کے شاہ اردن سید عبداللہ دوم بن شاہ حسین (م ۱۹۹۹ء) بن طلال (م ۱۹۷۲ء) بن عبداللہ اول (م ۱۹۵۱ء) بن حسین (م ۱۹۳۱ء) بن علی حسنی ھاشمی کے جد امجد سید حسین بن علی نے مملکت حجاز قائم کی اس ھاشمی سلطنت کا خاتمہ ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء میں علاقہ نجد کے السعود خاندان کے ہاتھوں ہوا۔ عثمانیوں کی طرح یہ ہاشمی خاندان بھی سواد اعظم کے مسلک اہلسنت و جماعت سے وابستہ تھا چنانچہ ہاشمی عہد کے دوران مکہ مکرمہ میں تعلیم کے ذرائع میں کوئی بڑی تبدیلی رونما نہیں ہوئی الا یہ کہ مکہ مکرمہ سمیت پوری مملکت حجاز سے ترکی نصاب اور اس زبان سے متعلق مدارس مثلاً رشدیہ وغیرہ کو بند کر دیا گیا اور حکومت نے ھاشمیہ، راقیہ اور عالیہ نام کے نئے مدارس قائم کیلئے (۱۰۱) اسی عہد میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد شیخ عبدالخالق بنگالی نے مدرسہ دارالفائزین کی بنیاد رکھی۔ (۱۰۲)

شیخ ابوبکر خوقیر (۱۲۸۴ھ---۱۳۴۹ھ) مکہ مکرمہ کے پہلے عالم ہیں جنہوں نے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تصنیفات کے مطالعہ کے نتیجہ میں وہابیت اختیار کی اور پھر ھاشمی عہد میں کھلم کھلا اس شہر مقدس میں اس عقیدہ کا پرچار شروع کیا نیز اس فکر پر کتب تصنیف کیں۔ اس کی ابتداء تب ہوئی جب ۱۳۲۶ھ یعنی عثمانی عہد میں سید حسین بن علی ھاشمی مکہ مکرمہ کے گورنر بن کر آئے اور ۱۳۲۷ھ میں شیخ ابوبکر خوقیر کو "مفتی حنابلہ" مقرر کیا۔ شیخ خوقیر نے یہ اہم ذمہ داری سنبھالتے ہی مسجد الحرام میں اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ شروع کر دی جس کی اطلاع فوراً ہی گورنر تک پہنچی جس پر شیخ خوقیر کو اس منصب سنبھالنے کے محض دو دن بعد معزول کر کے قید کر دیا گیا اور وہ اٹھارہ ماہ تک قید رہے۔ ۱۳۳۴ھ میں یہی گورنر مملکت ھاشمیہ حجاز کے پہلے بادشاہ بنے تو تھوڑے ہی عرصہ بعد اہل مکہ کی طرف سے شیخ خوقیر کی پھر سے بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی شکایت ان تک پہنچی جس پر ۱۳۳۹ھ میں شیخ خوقیر کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا گیا تا آنکہ ۱۳۴۳ھ میں حجاز مقدس پر السعود خاندان کی حکومت قائم ہوئی اور وھابی حکمرانوں نے انہیں رہا کیا۔ شیخ ابوبکر خوقیر عثمانی اور پھر ھاشمی عہد میں لگ بھگ چھ برس تک قید رہے۔ (۱۰۳)

چودھویں صدی کے نصف اول کے مختلف ادوار یعنی عثمانی عہد کے آخری ایام، پورا ھاشمی عہد اور پھر سعودی عہد کے ابتدائی برسوں کے مکہ مکرمہ میں مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے اہل سنت علماء کرام کی کثیر تعداد موجود تھی۔ ان میں سے جو علماء کرام اپنے دور کے اکابرین میں شمار ہوئے ایک محتاط اندازے کے مطابق صرف ان کی تعداد ڈیڑھ سو کے لگ بھگ ہے جن میں سے اکثر کے حالات سیر و تراجم، مختصر نشر النور، نثر الدرر اور نظم الدرر میں درج ہیں۔

سعودی عہد:

۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء آیا انقلاب برپا ہوا اور حجاز مقدس پر علاقہ نجد کے شہر ریاض سے ملحقہ دیہات درعیہ سے تعلق رکھنے والے السعود خاندان کی حکمرانی قائم ہوگئی۔ سعودی مملکت کے بانی عبدالعزیز السعود (۱۲۹۳ھ---۱۳۷۳ھ/۱۸۷۶ء--- ۱۹۵۳ء) وھابی عقائد پر عمل پیرا تھے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

تعالیٰ اپنے تخت یعنی عرش پر بیٹھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرنا شرک اکبر و کفر ہے ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام اور اس کا نکاح باطل ہے اس کی بیوی کو طلاق کی ضرورت نہیں کسی اور سے نکاح کرلے ایسے شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے اس کی نماز جنازہ پڑھے بغیر کسی گڑھے میں ڈال کر اسے مٹی سے بھر دیا جائے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کرنا گناہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے متعلق آثار کی زیارت کے لئے جانا عبث ہے اور فراعنہ تہذیب کے آثار کو دیکھنے کے لئے مصر کا سفر اختیار کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ آج کی یہودی و عیسائی عورت سے نکاح جائز اور ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔ مزید یہ کہ تصوف اور صوفیاء کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور امام معین کی تقلید حرام ہے۔ گوکہ آگے چل کر مختلف اسلامی ممالک میں اسی فکر سے جنم لینے والے بعض مکاتب فکر کو اپنا پیغام پھیلانے کے لئے جزوی طور پر تعلیمات تصوف اور تقلید ائمہ اربعہ کا سہارا لینا پڑا۔ وھابی عقائد پر شیخ ابن تیمیہ، شیخ محمد بن عبدالوھاب، شاہ اسمٰعیل دہلوی اور شیخ ناصر البانی (م ۱۹۹۹ء) تصنیفات نیز سعودی علماء کے جاری کردہ فتاوے کا مجموعہ ''فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ'' بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔

الغرض السعود خاندان کی مذہبی شدت پسندی نیز شیخ محمد بن عبدالوھاب اور بعد ازاں ان کی اولاد سے اس خاندان کے قریبی مراسم کی تفصیلات اہل حجاز سے مخفی نہ تھیں۔ چنانچہ مکہ مکرمہ سمیت پورے حجاز میں سعودی انقلاب کا فوری ردعمل یہ سامنے آیا کہ عقیدہ یا سیاسی اختلاف کی بنیاد پر جان و مال کے خوف سے عام باشندوں اور علماء کی بڑی تعداد نے ہجرت اختیار کی جیسا کہ مملکت ھاشمیہ حجاز کے چیف جسٹس و مفتی احناف شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے قاھرہ گئے ہوئے تھے انقلاب رونما ہونے پر آپ وہیں سے اردن تشریف لے گئے اور عمر بھر اپنے وطن حجاز لوٹ کر نہ آئے (۱۰۴)۔ ھاشمی دور کے وزیر خزانہ علامہ سید محمد طاہر دباغ طائفی (۱۳۰۸ھ---۱۳۷۸ھ/۱۸۹۰ء---۱۹۵۸ء) اپنے پورے خاندان سمیت مکہ مکرمہ سے ہندوستان پہنچے پھر عرصہ دراز مختلف اسلامی ممالک انڈونیشیا وغیرہ میں پناہ گزیں رہ کر تدریس سے وابستہ رہے (۱۰۵) علامہ سید عبداللہ دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ انقلاب کے ایام میں بعض ممالک کے تبلیغی دورے پر تھے چنانچہ آپ کئی سال تک سنگاپور میں سکونت اختیار کیے رہے (۱۰۶) شیخ محمد علی مالکی مفتی مالکیہ رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد سعید یمانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے الگ الگ انڈونیشیا کی راہ لی (۱۰۷) محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی رحمۃ اللہ علیہ نے عدن کا سفر اختیار کیا (۱۰۸) اور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علامہ سید احمد زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتب کے شارح علامہ سید عثمان شطا رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) کے فرزند علامہ سید علی بن عثمان شطا شافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء) انڈونیشیا تشریف لے گئے (۱۰۹) اور ھاشمی عہد کے چیئرمین مجلس شوریٰ علامہ سید عبداللہ زواوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۶ھ---۱۳۴۳ھ) جنہوں نے مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی اور مسجد الحرام کے مدرس پھر مفتی شافعیہ رہے اسی انقلاب کے دوران طائف میں شہید کیے گئے (۱۱۰) اور فاضل بریلوی کے اہم خلیفہ جسٹس مکہ و شیخ الخطباء شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انقلاب کے ایام میں طائف ہی میں شہادت پائی۔ (۱۱۱)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

حوالے وحواشی

(۹۷) شیخ ہاشم اشعری انڈونیشی کے حالات تشنیف الاسماع ص ۵۶۲-۵۶۴ پر درج ہیں ۔ روزنامہ اردو نیوز جدہ شمارہ ۱۶ نومبر ۱۹۹۹ء ڈاکٹر محمد عبدالخالق کا مضمون بعنوان "انڈونیشیا کی اسلامی ثقافت میں عربوں کا کردار" ص ۵ ۔

(۹۸) اھل الحجاز ص ۱۷۴-۱۷۶، الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ص ۱۴۳-۱۴۴، سیر وتراجم ص ۱۶۵ ۔

(۹۹) علی پاشا بن عبداللہ ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۲۶ھ تک مکہ مکرمہ کے گورنر رہے پھر مصر منتقل ہوگئے اور وہیں وفات پائی (مختصر نشر النور ص ۳۰۵ حاشیہ)

(۱۰۰) الملفوظ ج ۲ ص ۱۲۸-۱۳۲ ملخصاً ۔

(۱۰۱) الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ص ۱۰۷، ۱۵۱ ۔

(۱۰۲) اعلام الحجاز ج ۲ ص ۳۰۵ ۔

(۱۰۳) شیخ ابوبکر خوقیر کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام ج ۲ ص ۷۰، سیر وتراجم ص ۲۲-۲۴، نثر الدرر ص ۱۷، مختصر نشر النور ص ۳۲۴، نظم الدرر ص ۱۴۴ ۔

(۱۰۴) معارف رضا، کراچی شمارہ ۱۹۹۸ء ص ۱۷۴-۱۷۵ ۔

(۱۰۵) اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی، طبع دوم ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء مطبوعہ جدہ ج ۱ ص ۲۸۸-۲۹۴ ۔

(۱۰۶) سیر وتراجم ص ۲۰۹، رجال من مکۃ المکرمۃ ج ۳ ص ۱۹۹ ۔

(۱۰۷) سیر وتراجم ص ۲۶۲، الدلیل المشیر ص ۱۰۸-۱۰۹

(۱۰۸) سیر وتراجم ص ۲۰۶ ۔

(۱۰۹) الدلیل المشیر ص ۲۸۲-۲۸۴ ۔

(۱۱۰) سیر وتراجم ص ۱۳۰-۱۳۲ وغیرہ ۔

(۱۱۱) اعلام الشرقیہ ج ۲ ص ۹۰۲-۹۰۳، نثر الدرر ص ۴۳ ۔

ڈاکٹر جلال الدین نوری کو

چیئرمین شعبہ علوم اسلامی کا منصب سنبھالنے پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی مبارک باد

بین الاقوامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی مجلس عاملہ نے ممتاز ماہر تعلیم ڈاکٹر جلال الدین نوری کو کراچی یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامی کے چیئرمین کا عہدہ سنبھالنے پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ فاضل موصوف کی ذات سے توقع ہے کہ ان کی سرپرستی میں شعبہ علوم اسلامی احسن طریقے سے طلبائے اسلام کی پیاس بجھائے گا۔

صد سالہ جشن منظر اسلام

یادگار امام احمد رضا "جامعہ رضویہ منظر اسلام" بریلی شریف کا صد سالہ جشن صفر المظفر ۱۴۲۲ھ کو نہایت شان وشوکت سے منایا جارہا ہے اس موقع پر "ماہنامہ معارف رضا کراچی" خصوصی مقالات ومضامین شائع کرے گا جبکہ "ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی" ایک ضخیم یادگاری مجلہ شائع کررہا ہے اہلِ علم سے مقالات ومضامین بروقت ارسال کرنے کی درخواست ہے دونوں رسائل کیلئے مقالات ادارہ کے پتے پر ارسال کیئے جاسکتے ہیں ۔

(ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

فاضل بریلوی
اور
علماء مکہ مکرمہ

تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ★

﴿ساتویں قسط﴾

سعودی انقلاب کی آمد کے سات ہی مسجد الحرام میں علماء کرام سے متعلق مناصب پر تقرری کے لئے صدیوں سے رائج طریقہ کار نیز مسجد الحرام سمیت شہر بھر کے نظام تعلیم میں وسیع پیمانے پر تبدیلیاں کی گئیں۔ عثمانی و ھاشمی ادوار میں مسجد الحرام کے ائمہ وخطباء کے مناصب عام طور پر مقامی علماء کرام کے لئے مختص تھے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحق الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے اکابر علماء کرام میں ہوا اور مکہ مکرمہ کے بکثرت علماء نے ان دونوں علماء سے تعلیم پائی لیکن اس تمام تر علم و فضل اور قدرداں حکومت کے باوجود ان علماء کو مسجد الحرام کی امامت وخطابت نہیں سونپی گئی اور یہ شرف اہل مکہ کو ہی حاصل رہا لیکن سعودی مملکت کے قیام کے فوراً بعد علماء مکہ کو مسجد الحرام کی امامت وخطابت کے شرف سے محروم کر دیا گیا اور حکمرانوں نے اپنے ہم خیال ائمہ وخطباء کی تقرری کو ضروری سمجھا لہٰذا فوری طور پر ۱۳۴۴ھ میں علاقہ نجد سے شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی کی نسل میں سے ایک عالم شیخ عبداللہ بن حسن کو لا کر امام وخطیب مقرر کیا گیا جو اپنی وفات ۱۳۷۸ھ تک اس سے وابستہ رہے۔ بعد ازاں اسی مکتب فکر کے خوش الحان قاری و حافظ علماء کی تلاش شروع ہوئی اور شاہ عبدالعزیز السعود نے مصر سے شیخ محمد عبدہ (۱۲۶۶ھ---۱۳۲۳ھ/۱۸۴۹ء---۱۹۰۵ء) کے شاگرد جماعت انصار السنۃ المحمدیۃ کے بانی رکن شیخ عبدالظاہر ابوالسمح (۱۳۰۰ھ---۱۳۷۰ھ) کو طلب کر کے امام وخطیب مقرر کیا (۱۱۲) گزشتہ سطور میں آچکا کہ ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۳۵ھ کے درمیان مسجد الحرام میں خطباء کی تعداد پچاس اور ائمہ کی ایک سو بیس کے قریب تھی۔ اب ۱۳۴۵ھ میں سعودی مملکت کے بانی عبدالعزیز السعود کے ایماء پر علماء حجاز و نجد پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی جس نے مسجد الحرام میں مذاہب اربعہ کے ائمہ کی الگ الگ جماعت کا سلسلہ موقوف کرنے کے علاوہ ائمہ خطباء کی تعداد میں کمی کر دی نیز یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ آئندہ مسجد الحرام کی امام وخطابت کسی خاص خاندان یا کسی خاص علاقہ وشہر کے افراد کے لئے مختص نہیں رہے گی۔ کچھ ہی عرصہ بعد مصر سے علامہ سید محمد رشید رضا (۱۲۸۲ھ---۱۳۵۴ھ/۱۸۶۵ء---۱۹۳۵ء) کے شاگرد شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ (۱۳۰۸ھ---۱۳۹۲ھ) کو بلا کر امام وخطیب بنایا گیا۔ سعودی عہد کے ابتدائی دور میں مسجد الحرام میں نماز کا سلسلہ برقرار رکھنے کے لئے کچھ عرصہ شیخ عبداللہ حمدوہ سوڈانی ثم مکی (۱۱۳) اور علامہ سید محمد نور کتبی فیض آبادی مکی (۱۱۴) وغیرہ مکہ مکرمہ میں مقیم چند علماء کو امانت سونپی گئی لیکن سعودی عہد کے ابتدائی تیس برس کے لگ بھگ یعنی ۱۳۷۳ھ تک یہی تین علماء شیخ عبداللہ بن حسن، شیخ عبدالظاہر اور شیخ عبدالرزاق مسجد الحرام کے امام وخطیب رہے جن میں سے ایک کا وطن نجد اور دو مصری نژاد تھے۔ تا آنکہ مکہ

★ (ناظم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

مکرمہ کے علمی خاندانوں میں سے ایک کے فرد شیخ عبداللہ بن عبد الغنی خیاط (١٣٢٦ھ---١٤١٥ھ) نے شیخ ابو بکر خوقیر نیز مسجد الحرام کے مذکورہ بالا تینوں علماء سے تعلیم پانے کے نتیجہ میں وہابیت قبول کی اور ١٣٧٣ھ میں امام وخطیب بنائے گئے۔ اسی دوران شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی کی نسل میں سے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن حسن (پ ١٣٣٨ھ) کو امام وخطیب بنایا گیا لیکن تھوڑے عرصہ بعد انہیں الگ کر کے وزیر تعلیم وغیرہ دیگر اہم عہدوں پر تعینات کیا گیا پھر مصر سے شیخ محمد عبدہ وعلامہ رشید رضا کے ایک شاگرد جماعت انصار السنۃ المحمدیۃ کے رکن شیخ عبد المھیمن بن محمد ابوالسمح (١٣٠٧ھ/١٣٩٩ھ) کو امامت و خطبات سونپی گئی۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد عبدہ مصری نیز ان کے شاگرد علامہ رشید رضا کے علاوہ جماعت انصار کا مختصر تعارف قارئین کی نظر کیا جائے۔

جماعت اسلامی پاکستان کے اہم قلمکار خلیل حامدی نے شیخ محمد عبدہ کے افکار ونظریات پر قدرے تفصیل سے لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

''شیخ محمد عبدہ کے دور میں مصر پر انگریز گورنر لارڈ کرومر کی حکمرانی تھی اور ''مصری وطنیت'' کا نظریہ انگریز خود فروغ دے رہا تھا کیونکہ انگریز چاہتا تھا کہ مصر کو عالم اسلام سے الگ تھلگ کر دیا جائے اور مصری قوم کے دماغ میں یہ بات راسخ کی جائے کہ اسے دوسری مسلمان اقوام خواہ وہ ترک ہوں یا ایرانی یا ہندی، ان کی طرف دیکھنے کی بجائے صرف اپنے مفادات کی فکر کرنی چاہیے اس طرح انگریز ایک طرف عربوں کو ترکوں سے جدا کرنا چاہتا تھا اور دوسری طرف عربوں کو عربوں سے بیزار کر رہا تھا---ہمیں یہ کہنے میں بھی کوئی باک نہیں کہ شیخ محمد عبدہ جیسے عالم دین بھی لارڈ کرومر کے ہمنواؤں میں شامل تھے---شیخ کے کام کا اگر ہم خلاصہ بیان کرنا چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسلام اور مغربی تہذیب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ شیخ محمد عبدہ، جمال الدین افغانی کے شاگرد تھے اس لئے ہم شیخ محمد عبدہ کی تحریک کو جمال الدین افغانی کی تحریک ہی کا عکس سمجھتے ہیں---شیخ محمد عبدہ کے شاگرد علامہ رشید رضا اور ان کے دیگر ساتھی شیخ محمد عبدہ کو مجتہد فی الدین کا درجہ دیتے ہیں اور اخلاص وعزیمت کے لحاظ سے انہیں انتہائی بلند درجے کا امام تصور کرتے ہیں---مغربی سیاست دانوں کی کتابوں میں بکثرت شیخ محمد عبدہ کے مدرسہ فکر اور تحریک اصلاح کی تحسین وتعریف کی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے مغرب کی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں---شیخ محمد عبدہ فری میسن کے ممبر تھے ان کے شاگرد علامہ رشید رضا نے بھی شیخ محمد عبدہ کی جو سوانح عمری لکھی ہے اس میں اس بات کی تصدیق کی ہے''۔(١١٥)

شیخ محمد عبدہ اور علامہ رشید رضا کے افکار ونظریات کے تعاقب میں ان کے معاصر اکابر علماء اہل سنت نے قلم اٹھایا جیسا کہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل قصیدہ ''الرائیۃ الصغریٰ فی ذم البدعۃ واھلھا ومدح السنۃ الغراء'' لکھا جس میں جمال الدین افغانی، شیخ محمد عبدہ، علامہ رشید رضا کی مذمت کی اس قصیدہ کے لاتعداد ایڈیشن شائع ہوئے نیز اپنی کتاب ''البشائر الایمانیۃ فی المبشرات المنامیۃ'' میں شیخ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

محمد عبدہ مکتب فکر کا رد کیا (۱۱۶) اور جامعہ الازہر کے استاد فلسفی السلام امام یوسف بن احمد دجوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۷ھ---۱۳۶۵ھ/ ۱۸۷۰ء---۱۹۴۶ء) نے علامہ رشید رضا کے رد میں کتاب ''صواعق من نارفی الرد علی صاحب المنار'' لکھی (۱۱۷)۔(۱۲۹۶ھ--- ۱۳۷۱ھ/ ۱۸۷۹ء ---۱۹۵۲ء) نے شیخ محمد عبدہ مکتب فکر کے تعاقب میں مقالات لکھے جو قاہرہ کے رسائل میں شائع ہوئے بعد ازاں ''مقالات الکوثری'' نامی کتاب میں شامل کئے گئے جو قاہرہ و کراچی سے شائع ہوئی (۱۱۸) علامہ رشید رضا مصری استعماری دور کے ہندوستان کے دورہ پر آئے تو یہاں کے اہل حدیث و دیو بندی علماء نے انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا۔ موصوف کا سفر نامہ ہندانہی ایام میں ہندوستان سے شائع کیا گیا۔

جہاں تک جماعت انصار السنۃ المحمدیہ مصر کا تعلق ہے تو اس کا قیام ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء کو شیخ محمد حامد فقی مصری (۱۳۱۰ھ ---۱۳۷۸ھ/۱۸۹۲ء---۱۹۵۹ء) کے ہاتھوں قاہرہ میں ہوا۔شیخ فقی کے والد اور شیخ محمد عبدہ دونوں دوران تعلیم ہم سبق رہ چکے تھے۔شیخ محمد حامد فقی کی وفات کے بعد شیخ عبدالرزاق عفیفی مصری (۱۳۲۳ھ ---۱۴۱۵ھ/ ۱۹۰۵ء --- ۱۹۹۴ء) اس جماعت کے صدر بنائے گئے (۱۱۹)۔جنہیں بعد ازاں تدریس کے لئے مصر سے سعودی عرب طلب کر لیا گیا اور وہیں وفات پائی۔آج کے اکابر علماء نجد میں سے کثیر تعداد شیخ عبدالرزاق عفیفی کے شاگردوں پر مشتمل ہے۔۱۹۶۹ء میں حکومت مصر نے جماعت انصار پر پابندی عائد کر دی اور اس کے ترجمان ماہنامہ ''الھدی النبوی'' کو بند کر دیا۔۱۹۷۲ء میں صدر انوار السادات کے دور میں یہ جماعت دوبارہ سرگرم عمل ہوئی اور ماہنامہ ''التوحید'' جاری کیا اور ۱۹۹۱ء سے تادم تحریر شیخ صفوت نورالدین اس جماعت کے صدر ہیں (۱۲۰)۔وہابی تحریک جزیرہ عرب کے علاقہ نجد سے اٹھی تھی جس کے سبب سے زیادہ اثرات نجد کے علاوہ اس سے ملحقہ علاقہ قصیم میں پھیلے اور دیگر عرب دنیا میں مصر کی جماعت انصار کا قیام اسی تحریک کے تحت عمل میں آیا اور یہ بیرون سعودی عرب وھابی تحریک کی اشاعت میں سب سے اہم جماعت ثابت ہوئی۔

الغرض ۱۹۲۲ء سے ۱۹۹۸ء تک کے پورے سعودی عہد میں کل چودہ علماء کو مسجد الحرام کا امام وخطیب مقرر کیا گیا۔ان میں سے دو شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی کی نسل میں سے تھے جبکہ باقی بارہ میں سے تین مصری نژاد اور سات نجد و قصیم کے باشندے تھے اور اب تک کے پورے سعودی عہد میں حرم دو ائمہ شیخ عبداللہ خیاط اور ان کے بیٹے ڈاکٹر شیخ اسامہ خیاط (پ ۱۳۷۵ھ) مکہ مکرمہ کے باشندے ہیں۔۱۹۹۸ء میں ائمہ وخطباء کی بیک وقت تعداد چھ تھی جن میں سے پانچ نجد و قصیم کے باشندے تھے اور ان کے ذمہ روزانہ ایک ایک نماز کی امامت تھی جبکہ چھٹے امام شیخ اسامہ خیاط مکی تھے جو اضافی امام کے طور اس منصب پر تعینات تھے (۱۲۱)۔عثمانی اور پھر ھاشمی عہد میں مسجد الحرام کے ائمہ وخطباء اہل سنت و جماعت کے چاروں مذاھب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی علماء سے لئے جاتے تھے اور سعودی عہد میں یہ مناصب صرف وھابی علماء تک محدود کر دیئے گئے۔

مسجد الحرام میں امامت وخطابت کے علاوہ ایک اور اہم منصب ''مفتی'' تھا جس پر چاروں مذاھب سے ایک ایک مفتی بیک وقت تعینات رہتے تھے۔عثمانی دور کی وسیع اسلامی سلطنت میں چونکہ اکثریت احناف کی تھی نیز عثمانی سلاطین خود

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

بھی فقہ حنفی پر عمل پیرا تھے لہذا ملک کے سواد اعظم کا مذہب ہونے کی بنا پر چاروں مذاہب کے مفتیان میں سے اہم منصب "مفتی احناف" کا تھا اور ان چاروں مفتیان بالخصوص مفتی احناف کا جاری کردہ فتوی نہ صرف ملک بھر بلکہ پوری اسلامی دنیا کے علاوہ دیگر ممالک میں اہمیت رکھتا تھا۔ یوں اس دور کی مسجد الحرام مسلمانان عالم کے لئے قبلہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان دارالافتاء، اسلامی تحقیقات ادارہ اور فقہی مرکز کی شکل اختیار کیے ہوئے تھی۔

حوالے وحواشی

(۱۱۲) شیخ عبدالظاہر ابوالسمح مصری کے حالات کے لئے دیکھئے: ائمۃ المسجد الحرام و مؤذنوہ فی العہد السعودی، عبداللہ سعید زہرانی (پ ۱۳۷۶ھ) طبع اول ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء مطبوعہ مکہ مکرمہ ص ۳۲، سیر وتراجم ص ۲۲۷-۲۲۸، نشر الدرر ص ۵۱-۵۴۔

(۱۱۳) شیخ عبداللہ حمدوہ سوڈانی مکی (۱۲۸۳ھ--۱۳۵۰ھ) کے حالات کے لئے دیکھئے: الدلیل المشیر ص ۱۹۴-۱۹۶، نشر الدرر ص ۴۱-۴۲۔

(۱۱۴) علامہ سید محمد نور کتبی (۱۳۲۷ھ---۱۴۰۲ھ) کے والد سید ابراہیم کتبی (۱۲۷۵ھ---۱۳۶۸ھ) ہندوستان کے ضلع فیض آباد سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے علامہ سید محمد نور کتبی کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ (رجال من مکۃ المکرمۃ ج ۳ ص ۱۱۰-۱۲۳، من اعلام القرن الرابع عشر و الخامس عشر، ابراہیم بن عبداللہ حازمی طبع اول ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء دارالشریف ریاض ج ۱ ص ۱۶۱-۱۶۴) شیخ سید ابراہیم فیض آبادی کی اولاد آج بھی مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں آباد ہے۔ رجال من مکۃ المکرمۃ اور اعلام من ارض النبوۃ کے مصنفین انہی کی نسل میں سے ہیں۔

(۱۱۵) حسن البناء شہید کی ڈائری، اردو ترجمہ و تقدیم خلیل احمد حامدی، طبع ۱۹۹۲ء اسلامک پبلی کیشنز لاہور، شیخ محمد عبدہ مصری کے حالات الاعلام ج ۶ ص ۲۵۲-۲۵۳ اور علامہ رشید رضا مصری کے الاعلام ج ۶ ص ۱۲۶ پر دیئے گئے ہیں۔

(۱۱۶) الاعلام ج ۸ ص ۲۱۸، الدلیل المشیر ص ۳۰۹۔

(۱۱۷) الغیث المروی فی ترجمہ الاستاذ الامام الدجوی، عبدالرافع دجوی الازہری، طبع اول ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء مطبعہ اللواء مصر ص ۱۷۔

(۱۱۸) "مقالات الکوثری" مطبع الانوار قاہرہ نے ۵۹۴ صفحات پر طبع کی، اس میں شامل دو مقالات کے عنوان یہ ہیں: "ابن عبدالوھاب و الشیخ محمد عبدہ"، "رائی الشیخ محمد عبدہ فی بعض المسائل"۔

(۱۱۹) شیخ عبدالرزاق عفیفی مصری کے حالات پر مسجد الحرام مکہ مکرمہ کے موجودہ امام شیخ عبدالرحمٰن السدیس نجدی (پ ۱۳۸۲ھ) نے کتاب لکھی۔ نیز دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء جمع و ترتیب شیخ احمد الدویش، طبع اول ۱۴۱۱ھ دارالافتاء ریاض ج ۱ ص ۳-۴، الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاھب والاحزاب المعاصرۃ ج ۱ ص ۱۸۸-۱۸۹۔

(۱۲۰) الموسوعۃ المیسرۃ ج ۱ ص ۱۸۶-۲۰۱۔

(۱۲۱) ائمۃ المسجد الحرام ومؤذنوہ فی العہد السعودی، ص ۸۷۔

﴿باقی آئندہ﴾

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

فاضل بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ

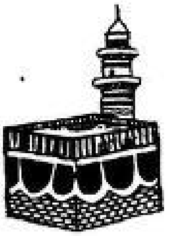

تحقیق، محمد بہاءالدین شاہ ★

﴿آٹھویں اور آخری قسط﴾

سعودی انقلاب برپا ہوا تو شیخ عبداللہ سراج مفتی احناف، شیخ محمد علی مالکی مفتی مالکیہ، علامہ سید عبداللہ زواوی مفتی شافعیہ اور شیخ عبداللہ بن حمید مفتی حنابلہ کے مناصب پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ انقلاب کے موقع پر ان میں سے اول الذکر تین مفتیان پر کیا بیتی؟ اس کا ذکر گذشتہ سطور میں آچکا جبکہ مفتی حنابلہ شیخ عبداللہ حمید نے انقلاب کے تین سال بعد طائف میں وفات پائی۔

حکومت سعودی عرب نے فوری طور پر مفتیان مذاہب اربعہ کے ان مناصب کو ہی سرے سے ختم کردیا اور ان کی جگہ ایک نیا منصب ''مفتی الدیار السعودیۃ'' تشکیل دے کر اس پر شیخ محمد عبدالوہاب نجدی کی نسل میں سے شیخ محمد (م ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) بن ابراہیم بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوہاب کو تعینات کر کے فتاوے کے اجراء کا کام ان کے ذمہ کیا اور اس منصب کو وزیر کا درجہ دیا۔ ان کے محکمہ کا نام ''الرئاسۃ العامۃ للادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد'' رکھ کر اس کا صدر دفتر مکہ مکرمہ سے سینکڑوں میل دور علاقہ نجد کے مرکزی شہر و سعودی دارالحکومت ریاض میں بنایا گیا۔ شیخ محمد بن ابراہیم نجدی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شیخ ابراہیم (پ ۱۳۴۳ھ) سعودی عرب کے دوسرے مفتی اعظم نامزد کئے گئے اور ان کے دور میں اس محکمہ کو مزید وسعت دی گئی ۱۳۹۱ھ کو شاہی فرمان کے ذریعے ملک میں حکومت کے ہم خیال اکابر علماء کی سپریم کونسل بنام ''ھیئۃ کبار العلماء'' تشکیل دی گئی نیز اسی فرمان کے تحت ایک کمیٹی بنام ''اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء'' بنائی گئی اور ملک کے مفتی اعظم شیخ ابراہیم اس کمیٹی کے صدر، جماعت انصار السنۃ المحمدیۃ مصر کے سابق صدر شیخ عبدالرزاق عفیفی مصری اس کے نائب صدر اور دو نجدی علماء اس کے رکن بنائے گئے اور فتویٰ کے اجراء میں یہ کمیٹی مفتی اعظم کے ساتھ مل کر کام کرنے لگی۔ اس کے ایک رکن شیخ عبداللہ بن سلیمان منیع نجدی (پ ۱۳۴۹ھ) گذشتہ پچیس برس سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں (۱۲۲)۔ شیخ ابراہیم نجدی ۱۳۹۵ھ میں علالت کے باعث مفتی اعظم کے منصب سے الگ ہوئے تو یہ منصب شیخ عبدالعزیز بن باز (۱۳۳۰ھ---۱۴۲۰ھ) نے سنبھالا اور ان کی وفات پر شیخ عبدالعزیز (پ ۱۳۶۲ھ) بن عبداللہ بن محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوہاب نجدی کو مفتی اعظم بنایا گیا۔ مفتی اعظم کی تعیناتی شاہی فرمان کے ذریعے عمل میں آتی ہے اور اب تک کے پورے سعودی عہد میں کل چار افراد اس پر تعینات کئے گئے جن کے نام اوپر درج کئے گئے ان میں سے تین شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسل میں سے جبکہ

★ (ناظم بہاءالدین ذکریا لائبریری، چکوال)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

چوتھے یعنی شیخ بن باز اس خاندان کے علماء کے شاگرد اور نجدی تھے۔ (۱۲۳)

یوں سعودی عہد کے آغاز پر ہی علماء مکہ مکرمہ کو نہ صرف مسجد الحرام کی امامت و خطابت سے محروم کر دیا گیا بلکہ افتاء جیسے اہم شعبہ کو وھابی نجدی علماء کے لئے مخصوص کر کے اس کا صدر دفتر مکہ مکرمہ ہی سے نہیں پورے حجاز مقدس سے دور منتقل کر دیا گیا۔

سعودی عہد کا آغاز ہوا تو مدرسہ صولتیہ کے قیام پر نصف صدی بیت چکی تھی جس دوران اس مدرسہ کی شاندار کارکردگی سامنے آ چکی تھی۔ سعودی عہد شروع ہوا تو اس مدرسہ کے ذمہ داران نے دیوبندیت اختیار کر لی اور انہی ایام میں مدرسہ کے زوال کی ابتدا ہوئی۔ مولانا محمد سعید کیرانوی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے مولوی محمد سلیم کیرانوی (۱۳۲۳ھ---۱۳۹۷ھ) کلی طور پر مدرسہ کے مہتمم ہوئے (۱۲۴)۔ ان کے بعد مولوی مسعود بن مولوی محمد سلیم کیرانوی اور پھر مولوی ماجد کیرانوی نے یہ ذمہ داری سنبھالی۔ ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں اس مدرسہ کے طلباء کی تعداد ۶۴۳ رتھی جو ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء میں گھٹ کر محض ۸۷ رطلباء تک آ گئی (۱۲۵) اس مدرسہ کا وجود آج بھی باقی ہے لیکن اعلیٰ تعلیم میں اس کا کردار ختم ہو کر رہ گیا ہے۔

مدرسہ فلاح جس کی ابتدا تقریباً ایک سو طلباء سے ہوئی اور ابتدائی دور میں ہی اس کے طلباء کی تعداد بارہ سو تک پہنچ گئی (۱۲۶) ھاشمی عہد تک اس کا نصاب مذاہب اربعہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا جاتا تھا۔ پھر سعودی عہد میں یہ نصاب فقہ حنبلی تک محدود کر دیا گیا اور پھر ۱۳۲۶ھ سے اس مدرسہ میں سرکاری نصاب رائج کر دیا گیا (۱۲۷)۔

سعودی انقلاب کے بعد حکمرانوں اور ان کے ہم خیال علماء نجد کے فوری اقدامات کے نتیجہ میں مسجد الحرام میں صدیوں سے رائج تعلیم و تحقیق کا نظام درہم برہم ہو گیا ادھر مدرسہ صولتیہ کو زوال کے راستہ پر ڈال دیا گیا۔ اس بدلتی صورت حال میں اس انقلاب کے پہلے عشرہ میں تین نئے مدارس، النجاح، دارالحدیث اور دارالعلوم الدینیۃ قائم ہوئے۔

یکم محرم ۱۳۵۰ھ کو شیخ عبداللہ خوجہ نے مدرسہ النجاح قائم کیا زرکلی نے تاثر دیا ہے کہ یہ ایک دینی مدرسہ تھا (۱۲۸) لیکن بانی مدرسہ کے بیٹے عمر عبداللہ خوجہ کے مضمون بعنوان ''مدرسۃ النجاح'' سے بخوبی عیاں ہے کہ یہ مدرسہ سیکنڈری سطح تک کی عمومی تعلیم کے لئے کھولا گیا تھا اور اس میں شام کے اوقات میں تعلیم دی جاتی تھی۔ (۱۲۹)

حجاز مقدس میں وھابیت کے قدم جمانے کے لئے مصر کی جماعت انصار کے علاوہ برطانوی دور استعمار کے ہندوستان کے اہل حدیث زعماء نے السعود خاندان اور علماء نجد کی بھرپور مدد کی۔ چنانچہ ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء میں ہندوستان کے بعض اہل حدیث حج کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے تو امام مسجد الحرام شیخ عبدالظاہر ابوالسمح مصری سے ملاقات کر کے انہیں مکہ مکرمہ میں ایک دینی مدرسہ کے قیام کے لئے مالی اعانت کی پیش کش کی۔ اس طرح ۱۳۵۲ھ میں شیخ عبدالظاہر نے ''مدرسہ دارالحدیث'' کی بنیاد رکھی (۱۳۰) آگے چل کر شیخ عبداللہ خیاط مکی اس مدرسہ کی مجلس منتظمہ کے صدر ہوئے (۱۳۱) اور شیخ سلیمان الصنیع عنزی مہاجر مکی (۱۳۲۳ھ---۱۳۸۹ھ) اس کی مجلس منتظمہ کے اعزازی رکن رہے (۱۳۲) اور دارالافتاء ریاض کے رکن، مکہ مکرمہ عدالت کے جج مفتی شیخ عبداللہ سلیمان منیع نجدی اس مدرسہ کی

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

مجلس کے رکن رہے اور شیخ ناصر البانی کے ایک اہم شاگرد شیخ محمد جمیل زینو مدرسہ دارالحدیث میں مدرس تعینات ہیں۔ اس مدرسہ کے ذمہ داران اسلام اور مسلمانوں کی ''خدمت'' کا فریضہ کس طرح انجام دے رہے ہیں؟ اس کی تازہ مثال شیخ زینو کی تحریروں سے ملاحظہ ہوں:

مصر کے سابق وزیر اوقاف، جامعہ الازہر میں متعدد اہم مناصب پر خدمات انجام دینے والے، شریعت کالج مکہ مکرمہ کے استاد، رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن، الجزائر میں میں جامعہ الازہر کے نمائندہ، عالم جلیل و مبلغ اسلام شیخ محمد متولی شعراوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۱۱ء---۱۹۹۸ء) جنہوں نے ٹیلی ویژن نشریات کے ذریعے درس قرآن گھر گھر تک پہنچایا نیز کتب تصنیف کیں، فتاوے جاری کئے اور حکومت مصر نے ان کی اسلامی خدمات کے اعتراف میں ملک کا اعلیٰ ترین ایوارڈ پیش کیا۔ ریاست دبئی کے حکمراں نے خصوصی طیارہ قاہرہ مصر بھیج کر شیخ شعراوی کو دبئی منگوا کر ان کے اعزاز میں خاص تقریب منعقد کر کے اس میں انہیں دس لاکھ درہم مالیت کا ''دبئی ایوارڈ'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ شیخ شعراوی کی نماز جنازہ میں دس لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ آپ کی رسم چہلم پر حکومت مصر نے خصوصی ڈاک ٹکٹ آپ کی یاد میں جاری کیا اور صدر حسنی مبارک نے آپ کی وفات پر خاص فرمان کے ذریعے ایک خصوصی ایوارڈ منظور کر کے شیخ شعراوی کے ورثا کو پیش کیا۔ آپ کے چہلم کے موقع پر قاہرہ کی جامع مسجد سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہم میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی مکی سمیت پورے عالم عرب کی اہم شخصیات نے شرکت کی اور آپ کی خدمات کو سراہا۔ (۱۳۴)

شیخ شعراوی نے ''انت تسئال والاسلام یجیب'' نامی کتاب کے صفحہ ۳۸ پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے صحابی رسول ﷺ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی نورانیت مصطفےٰ ﷺ سے متعلق حدیث کو صحیح قرار دیا۔ ۱۹۹۹ء میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر قاہرہ کے ایک کثیر الاشاعت اخبار نے حدیث نور کی تائید میں شیخ شعراوی کا یہ فتویٰ ''النور المحمدی وہدایۃ الخلق'' کے عنوان سے اپنی معمول کی اشاعت میں نمایاں طور پر شائع کیا۔ (۱۳۵)

شیخ شعراوی کے اس فتویٰ کے خلاف شیخ محمد جمیل زینو نے ایک مفصل مضمون لکھا جس کا اردو ترجمہ ''بعض کفریہ اور باطل عقائد'' کے عنوان سے جدہ کے اخبار میں شائع ہوا۔ شیخ زینو نے اس تحریر میں عرب دنیا کے اس عالم جلیل کی خدمات کا اعتراف خاص و عام نے کیا انہیں شیخ شعراوی کو کافر قرار دیتے ہوئے یہ الفاظ لکھے:

> ''یہ ایسے گمراہ کن عقائد ہیں جن سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور کفر کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے'' (۱۳۶)

شیخ شعراوی کا سلسلہ تلمذ و روایت دو واسطوں سے فاضل بریلوی سے جاملتا ہے:

> ''شیخ محمد متولی شعراوی عن عارف باللہ علامہ سید محمد الحافظ تیجانی مصری مالکی حسینی صاحب مجلہ طریق الحق (۱۳۱۵ھ---۱۳۹۸ھ) عن محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی و مسند العصر علامہ سید محمد عبدالحیٔ کتانی حسنی مراکشی و مفتی مالکیہ شیخ محمد علی مالکی مکی عن مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (۱۳۷)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

مدرسہ دارالحدیث کے قیام پر محض چند ماہ گزرے تھے کہ کے فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ محمد علی مالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک انڈونیشی نژاد شاگرد علامہ سید محسن بن علی المساوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۳ھ---۱۳۵۴ھ/۱۹۰۵ء---۱۹۳۵ء) نے ۱۳۵۳ھ میں (۱۳۸) انڈونیشیا کے مہاجر طلبا کے لئے مدرسہ ''دارالعلوم الدینیۃ'' قائم کیا۔ شیخ محمد علی مالکی ان دنوں محکمہ عدل سے وابستہ تھے آپ نے علاوہ سید محسن کی درخواست پر منصب قضاۃ سے استعفیٰ دے کر دارالعلوم الدینیۃ میں صدر مدرس کی نشست سنبھالی۔ شیخ محمد علی مالکی نے اپنی وفات تک تقریباً پندرہ برس اس مدرسہ میں بھرپور تدریسی سلسلہ جاری رکھا اور اس دوران آپ سے ۲۲۴ /علماء نے اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے سند پائی۔ (۱۳۹)

مذکورہ بالا تینوں مدارس یعنی النجاح، دارالحدیث اور دارالعلوم الدینیۃ تو افراد نے قائم کئے ادھر سعودی عہد کے آغاز سے ہی حکومت نے پورے ملک میں نیا نظام تعلیم رائج کرنا شروع کیا سب سے پہلے ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں ملکی سطح پر نظام تعلیم چلانے کے لئے ایک محکمہ بنام ''المدیریۃ العامۃ للمعارف'' قائم کیا گیا جس نے ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء کو مکہ مکرمہ میں ایک مدرسہ ''المعہد الاسلامی'' اور ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء کو دوسرا مدرسہ ''المعہد العلمی'' قائم کئے پھر ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء کو شریعت کالج مکہ مکرمہ کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء میں مذکورہ محکمہ کو وزارت تعلیم کا درجہ دے کر سعودی عرب کے موجودہ بادشاہ فہد بن عبدالعزیز السعود (پ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) کو پہلا وزیر تعلیم نامزد کیا گیا۔ ۱۴۰۱ھ میں اسی کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دے کر اس کا نام ''ام القریٰ یونیورسٹی'' رکھا گیا۔ (۱۴۰)

آج جب ہم پندرہویں صدی ہجری کے تیسرے عشرہ میں داخل ہو چکے ہیں مکہ مکرمہ میں حصول علم کے چار ذرائع رائج ہیں لیکن ان کی نوعیت واہمیت بدل چکی ہے۔ سب سے اہم ذریعہ تعلیم سرکاری مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹی ہے جو سعودی حکومت کے مالی مصارف اور علاقہ نجد کے شہر ریاض میں واقع وزارت تعلیم کے فراہم کردہ نصاب پر چل رہے ہیں۔ دیگر تین ذرائع غیر سرکاری مدارس، مسجد الحرام میں حلقات دروس اور علماء کے گھروں میں قائم تدریسی مجالس ہیں۔ غیر سرکاری مدارس کا تعارف وکارکردگی کا ذکر گذشتہ صفحات پر آچکا جہاں تک مسجد الحرام میں تعلیم کا تعلق ہے تو وہاں پر درس وتدریس کا سلسلہ ماند پڑ کر محض ماضی کی روایت کی حد تک باقی رہ گیا۔ جن حلقات دروس میں تمام اسلامی علوم وفنون میں سیر حاصل تعلیم دی جاتی تھی اب ان حلقات کو ابتدائی دینی معلومات کے بیان تک محدود کر دیا گیا۔ پروفیسر احمد محمد جمال مکی (۱۳۴۳ھ/ ۱۴۱۳ھ) غالباً آخری اہم فرد تھے جنہوں نے اپنی تمام تعلیم مسجد الحرام میں علامہ سید علوی بن عباس مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں بیٹھ کر مکمل کی۔ پروفیسر جمال نے عرب دنیا کے علمی حلقوں میں اہم مقام پایا اور مختلف موضوعات پر نظم ونثر میں بتیس سے زائد کتب تصنیف کیں۔ آپ پنجاب یونیورسٹی کی دعوت پر ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے لاہور آئے (۱۴۱)

اب ان حلقات دروس کی تعداد اور دائرہ عمل مسجد الحرام کی موجودہ انتظامی کمیٹی کے سربراہ شیخ محمد السبیل (۱۴۲) کے تازہ ترین بیان سے بخوبی معلوم ہوتا ہے جس میں آپ نے کہا کہ اس وقت حرم مکی شریف میں بائیس تدریسی حلقے کام کر رہے ہیں۔ جن میں علمائے دین مختلف زبانوں اردو، عربی، انڈونیشی، ملائیشی،

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

انگریزی میں تعلیم دیتے ہیں تاکہ حرمین شریفین آنے والے زائرین کو دینی امور سے آگاہ کیا جاسکے۔(۱۴۳)

سعودی عہد میں ''کتاتیب'' طریقہ تعلیم تو بالکل معدوم ہو کر رہ گیا نیز علماء کے گھروں میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی تیزی سے کم ہوتا چلا گیا لیکن مقامی علماء نے نامساعد حالات کے باجود اپنے گھروں کے دروازے تشنگان علم کے لئے بند نہیں کئے۔ آج محدث حجاز و مسند العصر ڈاکٹر علامہ سید محمد بن علوی مالکی کا گھر ایک بڑے مدرسہ کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔ آپ کے والد امام جلیل سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۹۱ھ میں وفات پائی تو ان کی جگہ آپ مسجد الحرام میں درس دینے لگے۔ پندرہویں صدی ہجری کا آغاز ہوا تو آپ نے مقام مصطفےٰ ﷺ کے بیان نیز عقائد اہل سنت و جماعت کی توضیح و تشریح پر ایک ضخیم کتاب بنام ''الذخائر المحمدیہ'' لکھی جو مصر سے شائع ہوئی۔ جیسے ہی یہ کتاب منظر عام پر آئی آپ کو علماء نجد کی طرف سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا، آپ کو شرعی عدالت میں طلب کر کے اس کتاب کے مندرجات سے رجوع کرنے پر مجبور کیا گیا، پھر آپ کو مسجد الحرام میں درس و تدریس سے الگ کر دیا گیا اور مفتی شیخ عبداللہ سلیمان المنیع نجدی نے الذخائر المحمدیہ کے خلاف کتاب ''حوار مع المالکی'' لکھی جس کے دارالافتاء ریاض نے سرکاری اخراجات پر متعدد ایڈیشن طبع کرا کے مفت تقسیم کئے (۱۴۴) علامہ سید محمد علوی مالکی حفظہ اللہ تعالیٰ نے الذخائر المحمدیہ نیز عقائد و معمولات اہل سنت کی تائید میں ایک بار پھر قلم اٹھایا اور ''مفاهیم یجب ان تصحح'' لکھ کر اس پر دنیا بھر کے مشاہیر علماء کی تقریظات حاصل کیں پھر مختلف ممالک سے اس کتاب کے لاتعداد ایڈیشن طبع ہوئے۔ اس پر شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسل میں سے شیخ صالح بن عبدالعزیز نجدی نے اس کے خلاف کتاب ''ھذہ مفاهیمنا'' لکھ کر سعودی عرب سے شائع کرائی۔ یہی شیخ صالح اب وزیر مذہبی امور ہیں۔

۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء میں راقم السطور کو حج و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی تو مکہ مکرمہ کے محلہ رصیفہ میں شارع مالکی پر واقع علامہ سید محمد بن علوی مالکی کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ آپ نے گھر میں ایک وسیع حال بنوا رکھا ہے جس میں اس روز آپ نے درس حدیث دیا جس میں راقم سمیت عرب و عجم کے تقریباً چار سو افراد نے شرکت کی جس میں تمام حاضرین کی ٹھنڈے زم زم اور عربی قہوہ سے تواضع کی گئی۔ آپ کے گھر میں قائم اس مدرسہ میں حجاز مقدس یمن، انڈونیشیا، ملائشیا و دیگر ممالک کے طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۱۹۹۴ء میں علامہ سید محمد مالکی کی تصنیفات ۳۷ سے تجاوز کر چکی تھیں نیز مشرقی ایشیا کے ممالک میں تیس سے زائد مدارس و مساجد آپ کی نگرانی میں کام کر رہی تھیں (۱۴۵) چند سال قبل آپ ادارہ منہاج القرآن کی دعوت پر لاہور تشریف لائے اور وہاں خطاب فرمایا۔ ۱۹۹۹ء میں آپ کراچی تشریف لائے اور دارالعلوم امجدیہ نیز دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں طلباء اور علماء و مشائخ کے اجتماعات میں درس حدیث دیا۔ سعودی عہد میں اہل مکہ مکرمہ کا مسجد الحرام کی امامت و خطابت سے محروم کیا جانا، پھر انہیں مسجد الحرام میں تدریس سے الگ کرنا، دارالافتاء کی مسجد الحرام سے علاقہ نجد میں منتقلی، علامہ سید محمد بن علوی مالکی کی تصنیفات اور پھر ان کے خلاف سرکاری علماء کی کاروائیاں یہ سب اس کا ثبوت ہیں کہ مکہ مکرمہ، جہاں سے اسلام طلوع ہوا اس کے باشندے ماضی کی طرح آج بھی سعودی حکمرانوں اور علماء نجد کے برعکس مسلک اہل سنت و جماعت پر عمل پیرا ہیں۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

حوالے وحواشی

(۱۲۲) فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء، ج ۱ ص ۲-۱۴۔

(۱۲۳) ماہنامہ التوحید قاہرہ شمارہ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ، شیخ بن باز کی وفات پر خصوصی اشاعت مختلف صفحات، روزنامہ اردو نیوز جدہ شمارہ ۲۱ مئی ۱۹۹۹ء، مضمون بعنوان "سعودی عرب کے نئے مفتی اعظم ---ایک تعارف" ص ۳۔

(۱۲۴) مولوی محمد سلیم کیرانوی کے حالت کے لئے دیکھئے ماہنامہ المنھل جدہ شمارہ مارچ ۱۹۸۷ء، شیخ سعد عبداللہ السلیس کا مضمون بعنوان "المنھل السنوی لختم الکتب بالمدرسۃ الصولتیۃ" ص ۲۲۲-۲۲۳، نثر الدرر ص ۷۵۔

(۱۲۵) ماہنامہ المنھل جدہ شمارہ جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۵۲-۱۶۶۔

(۱۲۶) اہل الحجاز (ص ۱۹۱)

(۱۲۷) المنھل جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۶۹، اہل الحجاز ص ۱۹۹۔

(۱۲۸) الاعلام ج ۴ ص ۲۵۰۔

(۱۲۹) المنھل جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۷۲-۱۷۳۔

(۱۳۰) نثر الدرر ص ۵۴۔

(۱۳۱) ائمۃ المسجد الحرام ومؤذنوہ فی العہد السعودی ص ۳۵۔

(۱۳۲) شیخ سلیمان الصنیع نجدی کے اساتذہ میں شیخ عبداللہ حمید مفتی حنابلہ مکہ مکرمہ، علامہ سید عبدالحی کتانی مراکشی، شیخ ابوبکر خوقیر، شیخ عبداللہ بن حسن نجدی، شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ، مولوی عبید اللہ سندھی سیالکوٹی (م ۱۳۶۳ھ)، مولوی عبدالستار دہلوی مکی (م ۱۳۵۵ھ)، مولوی سیف الرحمن افغانی (پ ۱۲۶۷ھ)، مولوی عبدالغفار دہلوی (پ ۱۲۷۳ھ)، شیخ محمد بن عبداللطیف نجدی اور مولوی عبدالھادی ہزاروی وغیرہ علماء ہیں۔ شیخ سلیمان الصنیع سعودی عہد کے مکہ مکرمہ میں امر بالمعروف نامی محکمہ کے صدر، حرم مکی لائبریری کے محافظ اور مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ (علماء نجد خلال ثمانیۃ قرون، ج ۲ ص ۳۰۱-۳۰۷، نثر الدرر ص ۳۵-۳۷)

(۱۳۳) فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ، جلد-۱ ص ۱۳۔

(۱۳۴) شیخ محمد متولی شعراوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: جامعہ الازہر قاہرہ کی طرف سے شائع ہونے والے ماہنامہ الازھر کا شمارہ جولائی ۱۹۹۸ء، نیز وزارت اوقاف دبئی کے تحت شائع ہونے والے ماہنامہ الضیاء کا شمارہ جولائی ۱۹۹۸ء۔

(۱۳۵) روزنامہ الاخبات قاھرہ شمارہ ۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ ص ۷

(۱۳۶) روزنامہ اردو نیوز جدہ شمارہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۹ء ص ۳۔

(۱۳۷) بلوغ الامانی، فی التعریف بشیوخ واسانید مسند العصر الشیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ الفادانی المکی، جمع وترتیب شیخ محمد مختار الدین بن زین العابدین الفلمبانی دار العلوم الدینیۃ مکۃ، طبع اول ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، دار قتیبہ دمشق ص ۱۳۹، تشنیف الاسماع ص ۱۵۰-۱۵۴، الاجازات المتحیۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ ص ۱۹، ۲۳، ۲۴

(۱۳۸) علامہ سید محسن علی مساوی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی کے دیگر خلفاء شیخ عمر حمدان محرسی و علامہ سید محمد عبدالحی کتانی سے بھی مختلف علوم اخذ کئے، مزید حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام ج ۵ ص ۲۸۸، سیر وتراجم ص ۲۹۳-۲۹۴۔

(۱۳۹) سیر وتراجم ص ۲۶۲۔

(۱۴۰) اہل الحجاز ۲۰۴-۲۰۷۔

(۱۴۱) اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر الھجری، محمد علی مغربی طبع اول ۱۴۱۴ھ مطبوعہ جدہ ج ۴ ص ۲۶-۳۰ پر پروفیسر احمد محمد جمال کی کے حالات درج ہیں۔

(۱۴۲) شیخ محمد بن عبداللہ السبیل نجدی (پ ۱۳۴۵ھ) شاہی فرمان کے ذریعے ۱۳۸۵ھ کو مسجد الحرام کے امام وخطیب مقرر ہوئے اور ۱۴۱۱ھ کو مسجد الحرام نیز مسجد نبوی کی انتظامی کمیٹی کے سربراہ بنائے گئے۔ علاوہ ازیں ۱۴۱۳ھ میں آپ کے بیٹے شیخ عمر بن محمد السبیل بھی مسجد الحرام کے امام وخطیب تعینات کئے گئے۔ ان دنوں حرم مکی میں نماز عشاء کی الملغوخود شیخ محمد السبیل اور نماز عصر کی الملغو شیخ عمر السبیل کے ذمہ ہے۔ (ائمہ المسجد الحرام ومؤذنوہ فی العہد السعودی ص ۴۲-۴۳، ۵۱، ۸۷)

(۱۴۳) روزنامہ اردو نیوز جدہ شمارہ ۱۵ اگست ۱۹۹۹ء ص ۳۔

(۱۴۴) حوار مع المالکی، ۲۰۵ صفحات پر مشتمل ہے، دار الافتاء ریاض نے اس کا پہلا ایڈیشن ۱۴۰۳ھ اور پانچواں ۱۴۰۵ھ میں طبع کرایا۔ (دلیل المولفات الاسلامیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ۱۴۰۰ھ-۱۴۰۹ھ، محمد خیر رمضان یوسف طبع اول ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء۔ دار الفیصل ریاض ص ۱۴۷)

(۱۴۵) اہل الحجاز ص ۲۹۱۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net